محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال کے جائز و صحیح ہونے
کے فتوے علماء دیوبند کے قلم سے

فتاویٰ علماء دیوبند

مؤلف:
مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا المولوی
محمد انور علی خاں دلکش
بانی و مہتمم دارالعلوم فیضان اولیاء، دیولی ضلع ٹونک، راجستھان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال کے جائز و صحیح ہونے

کے فتوے علماء دیوبند کے قلم سے

فتاویٰ علماءِ دیوبند

مؤلف

مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا المولوی

محمد انور علی خاں دلکش

بانی و مہتمم دارالعلوم [illegible] ضلع ٹونک، راجستھان

حسب ارشاد

ناصر مسلک و ملت، پیر طریقت الحاج حضرت

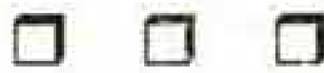
ماسٹر صوفی عزیز احمد رشیدی صاحب

صدر دارالعلوم غریب نواز شاہ پورہ، ضلع بھیلواڑہ (راج)



ایک جھلک







بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ الحنان المنان. والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیب الرحمن. محمدنِ المصطفیٰ صاحب القرآن. وعلیٰ الہ وصحبہٖ ما دام النیران.

جس پُر آشوب زمانہ سے آج ہم گزر رہے ہیں یہ مسلمانوں کیلئے نہایت فتنوں اور آفتوں کا زمانہ ہے۔ بدمذہبی، اور بے دینی کی ایسی تیز آندھیاں چل رہی ہیں جن سے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان خطرے میں ہے۔

ہادی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات بابرکات کے مطابق نفسانی اختلافات ہر گمراہی کا پیش خیمہ اور دین کو ایسے ختم کر دینے والے ہیں جیسا کہ اُسترہ سر کے بالوں کو مونڈ دیتا ہے۔

اس دورِ پُر فتن میں اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کیلئے دشمنانِ دین کی منحوس کوششیں پورے زور و شباب پر ہیں۔ مسلمانوں کا متحد و متفق ہو کر رہنا انتہائی ضروری ہے۔ مگر سخت افسوس ہے کہ کچھ لوگوں نے مولویوں کا لبادہ اوڑھ کر اور دینی لیبل لگا کر دشمنانِ اسلام کے پروگرام و پلان کو کامیاب کرنے اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کا بیڑہ اُٹھا رکھا ہے۔ اور ان عقائد و اعمال جن پر ہمیشہ سے علماء اسلام

اور مسلمانوں کا عمل رہا ہے حرام وبدعت، کفروشرک کہنا اپنا پیشہ بنالیا ہے۔

بعض بھولے بھالے مسلمان ان کے دامِ فریب میں پھنس جاتے ہیں اور کچھ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم کس کی مانیں۔ حالانکہ دنیاوی معاملوں میں یہی لوگ رتّی برابر دھوکہ نہیں کھاتے۔

ایسے حضرات کیلئے یہ کتاب "فتاویٰ علماءِ دیوبند" انشاء اللہ العزیز نہایت مفید رہے گی۔

ہر ایک مسلمان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کو پڑھ کر نہایت ٹھنڈے دل سے غور وفکر کریں اور فیصلہ کریں کہ علماء اہلسنت (علماءِ بریلوی) کے جو عقائد واعمال ہیں ان کے جائز وصحیح ہونے کا فتویٰ تو خود علماءِ دیوبند دیتے ہیں تو بھلا پھر انہیں عقائد واعمال کو ناجائز، حرام، کفر، شرک اور بدعت کہنا کہاں کا انصاف ہے۔

لہٰذا متحد ومتفق ہوکر اسلام وسنیت کی خدمت کریں۔

وما علینا الا البلاغ وانہ ھادی الیٰ سبیل الرشاد.

نیازمند.................خویدم العلماء والملة

محمد انور علی خاں دلکش

مقام: چک سُرگانہی ضلع سیتامڑھی، بہار

حال ومقام: دیولی ضلع ٹونک، راجستھان

۴؍رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۰؍مارچ ۱۹۹۲ء

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی اختصاص الدین اجملی مدظلہٗ

العالی مفتی اعظم سنبھل، یو. پی

الحمد للہ و کفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد!

شاعر اسلام، فاضل نوجوان، مقرر شعلہ بیان حضرت علامہ مولانا محمد انور علی خاں دلکش فاضل منظر و معلم علیگ اپنی تقریر شعلہ فشاں و نعت گوئی میں محتاجِ تعارف نہیں۔

دلکش صاحب پر خالق کون و مکاں کا بے پایاں فضل و احسان اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت کی بے حد نوازش ہے کہ اس کم عمری میں آپ کو وہ بلند و ممتاز درجہ حاصل ہے جو قابل رشک ہے۔ جہاں آپ بہترین نعت گو ہیں وہیں بہترین مقرر، عمدہ مضمون نگار اور باصلاحیت مدرس بھی ہیں۔

۱۵-۱۶ر سال کی عمر میں اہلسنت و جماعت کی عظیم درسگاہ عربی یونیورسٹی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے ۱۷ر جمادی الاوّل ۱۳۹۵ھ میں سندِ فراغت حاصل کی یعنی فاضل کیا۔ ادیب کے امتحان میں فرسٹ پوزیشن حاصل کر کے میڈل کے حقدار بنے، جس پر راجستھان اُردو اکاڈمی نے مبارک پیش کرتے ہوئے انعام سے نوازا۔ ۱۹۸۶ء میں رائے بریلی، یو. پی میں آل انڈیا مضمون نگاری کے مقابلے

میں بعنوان ''اسلام اور درسِ انسانیت'' آپ کے مضمون کو اوّل انعام سے نوازا گیا۔ جس کا اعلان ہندوستان کے مشہور اخبارات میں کیا گیا۔ ابھی ماہنامہ ''فلاحِ دارین'' آپ کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے جس سے ہندوستان و نیپال کے عوام و خواص فیضیاب ہو رہے ہیں۔

متعدد بار قوم و ملت کی خاطر دہلی پارلیمنٹ کے سامنے احتجاج کرتے ہوئے آپ نے گرفتاریاں دی ہیں۔

قلیل عرصہ میں آپ نے کئی کتابیں تصنیف کی اور کئی زیر تصنیف ہیں۔ آپ کا وطن اصلی چکسر گانہی ضلع سیتا مڑھی بہار ہے۔ ۱۹۷۸ء ہی سے دیولی، راجستھان میں اپنی خداداد صلاحیت سے عوام و خواص کو فیضیاب فرما رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب ''فتاویٰ علماءِ دیوبند'' اپنی طرز کی نئی کتاب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے عوام و خواص مستفید و مستفیض ہوں گے۔ رب تبارک و تعالیٰ علامہ موصوف کو مذہب و ملت کی تبلیغ و اشاعت کا پُر خلوص جذبہ اور زیادہ عطا فرمائے۔ اور صحت و عافیت، عزت و نصرت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

فقط

محمد اختصاص الدین اجملی

سنبھل، ضلع مرادآباد (یو۔ پی)

۱۱ر شوال المکرم ۱۴۱۲ھ

ناصر اہلسنت حضرت حافظ وقاری صابر حسین رضوی صاحب دار العلوم حسینیہ کوٹہ، راجستھان ❁ حضرت علامہ مولانا شمشاد احمد صاحب مصباحی دار العلوم رضائے مصطفیٰ کوٹہ ❁ حضرت علامہ جابر حسین صاحب ❁ حضرت علامہ فصیح الدین صاحب ❁ حضرت علامہ ماہر القادری صاحب کوٹہ، راجستھان

نحمدهٗ ونصلّی علیٰ رسوله الکریم. اما بعد.

مناظر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد انور علی خاں دلکش صاحب مدظلہٗ العالی (فاضل منظر و معلم علیگ) بانی و مہتمم دار العلوم فیضان اولیاء دیولی و صدر آل راجستھان تنظیم العلماء اپنے علمی جاہ وجلال اور فضل وکمال کے اعتبار سے علماء اہل سنت میں ایک خصوصی درجہ رکھتے ہیں۔ آپ ایک مسلم الثبوت ماہر درسیات، ساحر البیان خطیب، بہترین شاعر اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔ مسلک وملت کیلئے آپ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو قابل رشک ہیں۔ اپنی تقریر وتحریر سے بدعقیدگی و صلح کلیت کا پردہ ہمیشہ آپ نے چاک کیا۔ توحید ورسالت واولیاء اُمت کے گستاخوں کو مباحثہ ومناظرہ کیلئے للکارا۔

آپ کی خدمات سے متاثر ہوکر ''غریب نواز واعلیٰ حضرت کانفرنس'' دیولی میں ایک سوستّر (۱۷۰) علماء کرام اور ہزاروں عوام کی موجودگی میں شیخ طریقت وشریعت، مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلماء حضرت علامہ مولانا المولوی تحسین رضا خاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ بریلی شریف و قاضی شریعت حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب بانی دار العلوم رضائے مصطفیٰ کوٹہ راجستھان نے اعزازی تمغہ ومجاہد اہلسنت

راجستھان کے خطاب سے نوازا۔

زیر نظر کتاب ''فتاویٰ علماء دیوبند'' افادیت کے اعتبار سے ایک منفرد تالیف ہے۔

ربِّ قدیر حضرت مؤلف کی اس کاوش کو شرفِ قبول بخشے۔ آمین

فقط: صابر حسین رضوی، شمشاد احمد مصباحی، جابر حسین، فصیح الدین غفرلہٗ،

احقر ماہر القادری کوٹہ راجستھان



مؤلف کا مختصر سوانحی خاکہ

چک سُر گا نہی ضلع شیوہر، بہار کے ایک معزز خاندان (یوسف زئی پٹھان) میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ بلحاظ سند آپ کی تاریخ ولادت ۲؍فروری ۱۹۶۲ء ہے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد انور علی خاں، تخلص دلکشؔ لقب مناظر اہلسنت ومجاہد اہلسنت راجستھان ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی واجد علی خاں، جن کا انتقال آپ کی عہد طفولیت میں ہو گیا۔

تعلیم:۔ ابتدائی تعلیم اسکول میں ہوئی۔ قرآنِ مقدس پھوپھی زاد بھائی جناب منظور احمد خاں صاحب سے پڑھا۔ اسکول چھوڑ کر دینی تعلیم کیلئے مدرسہ حنفیہ جے نگر، نیپال تشریف لے گئے۔ بعدہ اصلاح المسلمین شیوہر میں داخلہ لیا۔ پھر مدرسہ رحمانیہ حامدیہ پوکھریرا پھر مدرسہ احمدیہ سلفیہ لہیریا سرائے دربھنگہ چلے گئے۔ بعدہ بریلی شریف چلے گئے اور مظہر اسلام میں سلسلۂ پڑھائی جاری رکھا۔ پھر مرکز اہلسنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اور وہیں سے ۱۷؍جمادی الاوّل ۱۳۹۵ھ میں سند فراغت حاصل کی۔

مخصوص اساتذہ کرام:۔ مظہر مفتی اعظم ہند صدر العلماء حضرت علامہ شاہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی، استاذ العلماء حضرت علامہ محمد ث احسان علی صاحب فیض پوری، تاج العلماء حضرت علامہ شاہ اختر رضا خاں بریلی شریف، حضرت علامہ غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب، حضرت علامہ مفتی محمد اعظم صاحب حضرت،

حضرت علامہ مفتی محبوب رضا صاحب پوکھر یروی، حضرت علامہ مفتی ابرار احمد صاحب باتھوی، حضرت علامہ عبدالصمد صاحب پوپری، جناب ماسٹر خلیل احمد صاحب چھپراوی، جناب منظور احمد خاں صاحب چک سرگانہی، استاذ الشعراء حضرت ارم بریلوی۔

شرفِ بیعت:۔ سندالاتقیاء، شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا الشاہ مصطفےٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل۔

تالیف:۔ مضمون نگاری، انشاء پردازی، شعروشاعری اور خطابت وتقریر کا شغف طالب علمی کے زمانہ ہی سے رہا ہے۔ زمانۂ طالب علمی میں بھی آپ کے نعتیہ کلام اور مضامین رسالوں کی زینت بنتے رہے۔ اب تک دو درجن کتابیں آپ نے تالیف فرمائی جن میں سے کچھ زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں۔

مشغلہ:۔ درس وتدریس، نعت گوئی، خطابت، مضمون نگاری، فتویٰ نویسی وغیرہ۔

اخلاق و علمی لیاقت:۔ باصلاحیت مدرس، عمدہ مضمون نگاری، بہترین شاعر، عمدہ مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ خوش اخلاق، خوش گفتار، بردبار، ملنسار، نہایت سادہ زندگی، اہل سنت و جماعت کے ہر فرد کیلئے سراپا خلوص و محبت کی تصویر، گستاخانِ توحید ورسالت واولیاء اُمت کیلئے برہنہ شمشیر، بدعقیدوں کی ایذارسانی و دھمکیوں کے باوجود اپنی تقریر وتحریر میں ٹھوس دلائل وثبوت کے ساتھ بدعقیدگی کی دھجیاں اُڑانا اور دنداں شکن جواب دینا، کسی کی دولت ومنصب کی پرواہ نہ کرنا۔

آپ کے کلام سے آپ کے خیالات وجذبات کی ترجمانی ہوتی ہے۔

دو جہاں میں مجھے اور کیا چاہیے — اک فقط سید الانبیاء چاہیے
ہے مخالف زمانہ نہیں اس کا غم — بس حبیبِ خدا کی رضا چاہیے
پھر سے اعداءِ دیں سر اُٹھانے لگے — جذبۂ شاہِ کرب و بلا چاہیے
نعت سرکار نے مجھ کو دلکش کیا — اور کیا دلکش بے نوا چاہیے

فقط: محمد ظفیر احمد رضوی، خادم دار العلوم فیضانِ اولیاء دیولی



علم غیب

اکابر علماء دیو بند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب اپنی مشہور کتاب ''شمائم امدادیہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک مغیبات ان کو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے۔ آنحضرت علیہ السلام کو حدیبیہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملے کی خبر نہ تھی ان کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔''

(شمائم امدادیہ، صفحہ ۱۱۵)

دیو بندی جماعت کے قطب العالم، مربی خلائق مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

''انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدہ اُمورِ غیبیہ اور تیقظ و حضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے۔ کما قال النبی علیہ السلام لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم کثیرا اور فرمایا انا اریٰ ما لا ترون۔''

(لطائف رشیدیہ، صفحہ ۲۷)

دیو بندی جماعت کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رسل و اولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں، کیونکہ جب خدا غیب اور آئندہ کے حوادثات کو جانتا ہے، اس لئے کہ ہر حادث اس کے علم

سکے اس کے ارادے کے متعلق ہونے سے اس کے فعل سے پیدا ہوتا ہے۔تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے کہ یہ ہی خدا اُن رسل و اولیاء میں سے جسے چاہے اسے غیب یا آئندہ کی خبر دے دے۔اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ فطرت انسانی کا یہ مقتضٰی نہیں کہ وہ بذاتہ اور خود مغیبات میں سے کسی شے کو جان سکے، لیکن اگر خدا کسی کو بتا دے تو اس کو کون روک سکتا ہے۔ پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے، وہ خدا کے بتانے سے ہی معلوم ہوتا ہے۔اور پھر وہ لوگ اوروں کو خبر دیتے ہیں، ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو بذاتہ علم غیب کا دعویٰ کرتا ہے۔ چنانچہ شریعت محمد یہ بالذات علم غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ درجہ کے ممنوعات میں شمار کرتی ہے۔اور جو اس کا دعویٰ کرے اسے کافر بتاتی ہے۔" (تکمیل الیقین، صفحہ ۱۳۵)

فائدہ:- مطلب یہ کہ انبیاء و اولیاء بعطائے خداوندی غیب جانتے ہیں اور علم غیب ذاتی ماننا ممنوع و کفرہ ہے۔

بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

"علوم اوّلین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب رسول اللہ میں مجتمع ہیں۔ اسی طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ اور انبیاء و باقی اور اولیاء بالعرض ہیں۔"

(تحذیر الناس، صفحہ ۵)

مبلغ مدرسہ دیوبند مولانا انوار الحسن ہاشمی لکھتے ہیں:

"بعض کامل الایمان بزرگوں کو جن کی عمر کا بیشتر حصہ تزکیۂ نفس اور روحانی تربیت میں گزرتا ہے، باطنی اور روحانی حیثیت سے ان کو من جانب اللہ ایسا ملکۂ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے کہ خواب یا بیداری میں ان پر وہ اُمور خود بخود منکشف ہو جاتے ہیں جو دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔" (مبشرات دار العلوم، صفحہ ۱۲)

مولانا عامر عثمانی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ 'تجلی دیوبند' لکھتے ہیں:

''ہم نہ تو انبیاء علیہم السلام کی لغوی غیب دانی کے انکاری ہیں، نہ اولیاء اللہ کے کشف و کرامت کو خالص افسانہ تصور کرتے ہیں۔ بلاشبہ اولیاء اللہ کو صفائے قلب کے نتیجے میں بے شمار صفیبات کا ایسا علم ہوتا ہے جسے شہود کہا جائے تو غلط نہیں۔ اور ان کی روحانی قوتیں کسی نہ کسی حد تک تصرف کی استعداد بھی رکھتی ہیں۔

(ماہنامہ تجلی، صفحہ ۹۷، ماہ مئی، ۱۹۷۳ء)

''انبیاء کو اگر بعض غیب کی باتیں معلوم ہوئیں تو ان کا ذریعہ وحی یا الہام یا القا تھا اور ہم لوگوں کا ذریعہ علم الحساب، قیاس، منطق اور علم ہیئت وغیرہ ہے۔ یہ فرق ذرائع کا فرق ہے۔ اصل واقعہ دونوں جگہ موجود ہے۔ یعنی غیب کا علم، جو واقعہ ابھی پیش نہیں آیا کل پرسوں پیش آئے گا وہ فی الحال غیب ہی ہے۔ لہٰذا جزوی معنی میں ہم سب بفرق مراتب عالم غیب ہیں۔'' (تجلی، باب الاستفسار، ستمبر ۱۹۶۹ء)

ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند مولانا مرتضیٰ حسین در بھنگی لکھتے ہیں:

''حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے۔'' (توضیح البیان، صفحہ ۴)

''سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم کو اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کے برابر نہ ہوں۔'' (توضیح البیان، صفحہ ۸)

شاہ امیر خاں صاحب ارواح ثلثہ صفحہ ۵۷ پر لکھتے ہیں:

''پیش اہل دل نگہدار بدل ۔ تا نہ باشد از گمان بد خجل''

(یعنی اللہ والوں کے سامنے اپنے دل پر نگاہ رکھ، تا کہ برے گمان سے شرمندہ نہ ہو، یعنی وہ دل کی باتیں جان جاتے ہیں۔)

حاضر و ناظر

بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

''النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم کو بعد لحاظ صلہ میں انفسھم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کے ساتھ وہ قرب ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے۔''

(تحذیر الناس، صفحہ ۱۰)

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

''ہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر چہ شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم دارد ہر وقت شیخ را بیاد دارد۔ تا ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود۔

مرید در حال واقعہ محتاج شیخ بود۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ القا خواہد کرد مگر ربط تام شرط است و بسبب ربط قلب شیخ را لسان قلب ناطق شود و بسوئے حق تعالیٰ راہ می کشاید و حق تعالیٰ اورا محدث می کند۔''

(امداد السلوک، صفحہ ۱۰)

ترجمہ: مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں قید نہیں ہے، مرید جہاں بھی ہو دور یا نزدیک اگر چہ پیر کے جسم سے دور ہو لیکن پیر کی روحانیت دور نہیں۔ جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے تا کہ دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے۔

مرید واقعہ کی حالت میں پیر کا محتاج رہتا ہے۔ شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبان حال سے اس سے مانگے۔ پیر کی روح اللہ کے حکم سے القا کرے گی مگر پورا تعلق

شرط ہے اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے۔ اور حق کی طرف راہ کھل جاتی ہے۔ اور حق تعالیٰ اس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔

استعانت وامداد

علماء دیو بند کے شیخ الہند مولانا المحمود الحسن صاحب اپنے ترجمۂ قرآن جس کے چار پاروں کا حاشیہ انہوں نے خود لکھا ہے، باقی کا شبیر احمد عثمانی صاحب نے لکھا ہے۔ اس سے میں ایاك نستعین کے ماتحت لکھتے ہیں:

"ہاں اگر کسی مقبول بندے کے واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔"

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"جو استعانت واستمداد باعتقاد علم وقدرت مستقل ہو وہ شرک ہے۔ اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے، خواہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔"

(امداد الفتاویٰ، جلد ۴، کتاب العقائد والکلام، صفحہ ۹۹)

فائدہ:- یعنی مخلوق کو غیر مستقل قدرت مان کر ان سے استمداد و استعانت جائز ہے اگر چہ میت ہی سے مانگی جائے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

"وفات یافتہ بزرگوں کی روحوں سے امداد کے مسئلے میں علماء دیو بند کا خیال بھی وہی ہے جو عام اہلسنت وجماعت کا ہے۔ آخر ملائکہ جیسی ہستیوں سے خود قرآن میں ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد کراتے ہیں۔ صحیح حدیثوں میں ہے کہ واقعہ معراج

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تخفیف صلوٰۃ کی مسئلے میں امداد ملی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے تخفیف صلوٰۃ کے مسئلے میں امداد ملی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ بشارتیں ملیں، تو اسی قسم کی ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام اگر قدرت لے تو قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے اس کی تردید ہوتی ہے۔'' (حاشیہ سوانح قاسمی، جلد اوّل، صفحہ ۳۳۲)

پھر لکھتے ہیں:

''اور سچ تو یہ ہے کہ عام طور پر آدمی کو جو امداد مل رہی ہے حق تعالیٰ اپنی مخلوقات ہی سے تو یہ امدادیں پہنچا رہے ہیں۔''

روشنی آفتاب سے ملتی ہے، دودھ ہمیں گائے اور بھینس سے ملتا ہے۔ یہ تو ایک واقعہ ہے بھلا یہ بھی انکار کرنے کی کوئی چیز ہو سکتی ہے۔''

پھر لکھتے ہیں:

''پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں۔'' (صفحہ ۳۳۲)

مقامِ اولیاء

مقتدائے علماء دیوبند مولانا اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اسی طرح اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں احدیت کے دریاؤں کی گہری تہہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو انا الحق[1] اور لیس[2] فی جنبی سوی اللہ کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی کنت[3] سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش اور ایک روایت کی رو سے ولسانه[4] الذی یتکلم به اسی مثال کی حکایت ہے۔ اور حدیث[5] اذ قال اللہ علی لسان نبیه سمع اللہ لمن حمده اور حدیث

یقضی اللّٰہ علی لسان نبیہ ما شاء اسی سے کنایت ہے اور یہ نہایت باریک بات اور نہایت نازک مسئلہ ہے۔ چاہیے کہ تو اس میں خوب تامل و غور کرے اور اس کی تفصیل کو دوسرے مقام پر چھوڑے وراء ذالك فلا اقول لانہ سر لسان النطق عنہ اخرس یعنی اس کے سوا میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ ایسا بھید ہے جس سے بولنے والی زبان گونگی ہے اور زنہار خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے ندائے انی انا[7] اللّٰہ رب العٰلمین صادر ہوئی تو پھر اشرف موجودات سے جو حضرت ذات سبحانہ تعالیٰ کا نمونہ ہے اگر انا الحق کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ اور اس مقام کے لوازم میں سے ہے عجب عجب خوارق کا صادر ہونا اور قوی تاثیروں کا مظاہرہ ہونا اور دُعاؤں کا مستجاب اور قبول ہونا اور آفتوں اور بلاؤں کو دور کر دیا اور اس معنی کی تصریح اس حدیث قدسی میں موجود ہے۔ لئن[8] سالنی لاعطینہ ولئن استعاذ نی لا عیذنہ یعنی اگر وہ بندہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے ضرور دوں گا اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو ضرور اسے پناہ دوں گا۔ اور منجملہ لوازم اس مقام کے ایک یہ ہے کہ اس صاحب حال کے دشمن بداندیش پر وبال اور مصیبت ٹوٹ پڑتی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب اسی مضمون کا فائدہ دیتی ہے۔" (صراط مستقیم اُردو، صفحہ ۱۴-۱۵)

"۱ یعنی میں خدا ہوں۔ ۲ میرے ہر دو پہلو میں بجز اللہ کے کچھ نہیں۔ ۳ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ ۴ اور اُس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے۔ ۵ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے کہا اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اُس کی تعریف و حمد کی۔ ۶ اللہ تعالیٰ اپنے

نبی کی زبان پر جو چاہے حکم بھیجتا ہے۔ ۷ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے حکم بھیجتا ہے۔ ۸ بے شک میں خدا ہوں تمام جہان کا پروردگار۔ ۹ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو میں اُسے لڑائی کے لئے (میدانِ کارزار میں) للکارتا اور پکارتا ہوں۔" (صراط مستقیم، صفحہ ۱۴-۱۵)

اختیاراتِ اولیاء

پیشوائے علماء دیوبند مولانا اسماعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں:

"القصہ جب یہ یعنی اُمورِ دنیا و عقبیٰ سے تبرّیٰ اور بے تعلقی اس کے دل کے اندر جائے گیر ہو جاتی ہے اور اس کی طبیعت کی تہہ میں مستحکم ہو کر بیٹھ جاتی ہے اور مقامِ فنائے ارادہ پورا پورا اسے حاصل ہو جاتا ہے تو عنایت غیبی اس کو برگزیدہ کر کے بمنزلۂ چیلہ خاص کے کر دیتی ہے۔ جس طرح کہ بادشاہان ذوالاقتدار اپنے بعض مطیعین کو تمام رعایا سے ممتاز کر کے چیلہ خاص کا خطاب اُسے دے دیتے ہیں۔ پس جس طرح چیلہ خاص کو اپنے مولیٰ کے امتعہ و اقمشہ میں تصرف کرنے کی مطلق اجازت ہوتی ہے اور اپنے مولیٰ کی تمام سلطنت کو اپنی طرف نسبت دے سکتا ہے، مثلاً بادشاہ ہندوستان کے چیلۂ خاص کو پہنچتا ہے کہ کہے ہماری سلطنت شہر کابل سے لے کر سمندر کے کنارے تک ہے۔

اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگوار ان کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً اُن کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔" (صراطِ مستقیم، اُردو صفحہ ۱۱۴)

پھر لکھتے ہیں:

''اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے شیخین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا اور مقاماتِ ولایت و بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمت آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک یہ آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔'' (صراطِ مستقیم، اُردو صفحہ ۱۱۴)

نداو اِمداد

مولانا قاسم نانوتوی صاحب (بانی مدرسہ دیوبند) ''قصائد قاسمی'' میں کہتے ہیں:

مدد کر اے کرم احمدی کے تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے
کریں ہیں اُمتی ہونے کا ''یا نبی'' اقرار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصیدہ بہاریہ تبلیغی نصاب، فضائل درود، صفحہ ۱۲۳)

حاجی امداد اللہ صاحب:

جہاز اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب ''نشر الطیب'' کے آخر میں شیمم

الحبیب کے عربی اشعار کا اُردو ترجمہ یوں کرتے ہیں:

یا شفیع العباد خذ بیدی	انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی	کشمکش میں تم ہو میرے ولی
لیس لی ملجا سواك اغث	مسنی الضر سیدی مسندی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ	فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
غشی الدھر ابن عبداللہ	کن مغیثا فانت لی مددی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف	اے میرے مولا خبر لیجے میری

(نشر الطیب، صفحہ ۱۴۵)

مولانا زکریا صاحب کاندھلوی اپنی مشہور کتاب ''تبلیغی نصاب'' میں علامہ جامی علیہ الرحمہ کی فارسی نعت، مترجم مولانا اسعد اللہ صاحب خلیفہ مولانا تھانوی صاحب ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور تحریر کرتے ہیں:

زمہجوری برآمد جانِ عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم

''آپ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرّہ ذرّہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے اے رسولِ خدا، نگاہِ کرم فرمایئے، اے ختم المرسلاں رحم فرمایئے۔''

(تبلیغی نصاب، فضائل درود شریف، صفحہ ۱۲۰)

فاتحہ مروّجہ

مقتدائے علماء دیو بند شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تحریر کرتے ہیں:

''پس دہ مرتبہ درود وخوانند وختم تمام کنند و برقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند وحاجت از خدا سوال نمایند۔''

یعنی پھر دس بار درود پڑھیں اور ختم پورا کریں اور اتھوڑی شیرینی پر تمام خواجگان چشت کی فاتحہ دیں پھر خدا سے دُعا کریں۔

یہی شاہ صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''وشیر برنج بنابر فاتحہ بزرگ بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزندو بخورند مضا لقہ نیست واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیا را ہم خوردن جائز است۔''

(زبدۃ النصائح، صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ: دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کیلئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں اور کھائیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی و مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبان کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب تحریر کرتے ہیں:

''نفس ایصال ثواب ارواح اموات پر کسی کو کلام نہیں۔ اس میں تخصیص و تعین کی موقوف علیہ ثواب کو سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں۔ جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورۂ خاص کو معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے۔ تو تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔''

پھر تحریر کرتے ہیں:

''جیسے کہ نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و زبان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں (فاتحہ میں) بھی زبان سے کہہ لیا جاوے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو یہ خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو

کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے اس کے ساتھ کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دُعا کی بھی اُمید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔"

پھر تحریر کرتے ہیں:

"اور گیارہویں حضرت غوث پاک کی، دسواں، بیسواں، چہلم ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبدالحق اور سہ منی حضرت شاہ بوقلندر اور حلوہ شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔" (فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ ٦)

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

سوال: فاتحہ مروّجہ یعنی طعام را روبرو نہادہ دست برداشتہ چہ حکم دارد؟ فاتحہ مروّجہ یعنی کھانا کو سامنے رکھ کر ہاتھ اُٹھانا کیا حکم رکھتا ہے؟"

جواب: ایں طور مخصوص ز در زماں آنحضرت صلی اللہ وسلم بود نہ در زماں خلفاء بلکہ وجود در قرون ثلثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نہ شدہ و حالا در حرمین شرفین زادہما اللہ شرفا عادت خواص نیست و اگر کسے ایں طور مخصوص بعمل آورد آں طعام حرام نمی شود بخوردنش مضائقہ نیست و ایں را ضروری دانستن مذموم است و بہتر آنست کہ ہر چہ خواہند خواندہ ثواب آں بمیت رسانند و طعام را بہ نیت تصدق بفقراء خورانند و ثوابش نیز باموات رسانند۔" (فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ ۱۱۸)

ترجمہ: "یہ مخصوص طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے زمانے میں نہ تھا بلکہ اس کا وجود قرونِ ثلثہ میں ہوا جو کہ بہتر ہے اور ابھی حرمین شریفین میں خواص کی عادت نہیں ہے اور اگر کوئی شخص یہ مخصوص طریقہ عمل میں لائے تو وہ کھانا حرام نہیں ہوتا ہے، اس کے کھانے میں مضائقہ نہیں ہے اور اس کو ضروری جاننا برا ہے اور بہتر یہ ہے کہ جو کچھ چاہے پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچائے اور کھانے کو صدقہ کی نیت

سے فقراء کو کھلائیں اور اس کا ثواب بھی مُردوں کو پہنچائیں۔"

مولانا اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"پس اُمورِ خارجہ یعنی اموات کے 'فاتحوں' اور عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک وشبہ نہیں۔" (صراطِ مستقیم، اُردو صفحہ ۶۴)

"اور یہ بھی گمان نہ کریں کہ فوت شدہ لوگوں کو طعام سے فائدہ پہنچانا اور اُن کی فاتحہ خوانی ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ کام تو بہت بہتر اور افضل ہے۔ ہماری غرض صرف یہ ہے کہ رسم کا پابند نہ ہونا چاہیے۔ تاریخ اور دن اور طعام کی جنس اور قسم کی تعین کے بغیر جس وقت اور جس قدر کہ موجب ثواب ہو بجا لائے اور جب میت کو کچھ نفع پہنچانا منظور ہو تو اسے کھانے اور کھلانے ہی پر موقوف نہ سمجھنا چاہیے، اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کا ثواب بہت بہتر ہے۔"

(صراطِ مستقیم، اُردو صفحہ ۴۷)

مفتی اعظم دیوبند مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب کا ایک فتویٰ:

سوال: مظاہر حق جلد دوم باب النذور میں ہے، فاتحہ بزرگانِ دین اور نذر و نیاز اُن کی درست اور جائز لکھی ہے اور کھانا اُس کا روا ہے۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

جواب: ایصال ثواب برائے اموات کے استحباب میں کچھ تامل نہیں ہے، بلا قیود رسوم مخترعہ کے ایصال ثواب الی الاموات جائز ہے۔ یہی مطلب عبارت مظاہر حق کا ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند، مدلل مکمل، جلد پنجم، صفحہ ۴۲۵)

سوال: فاتحہ بزرگانِ دین کسی خاص تاریخ پر کرنی چاہیے یا جب ممکن ہو، کیا خاص تاریخ پر کرنے سے ثواب زیادہ ملتا ہے؟

الجواب: خاص تاریخ کی ضرورت نہیں ہے اور نہ اس میں ثواب کی زیادتی ثابت ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند، مدلل مکمل، جلد پنجم، صفحہ ۴۳۴)

ایصال ثواب

سوال: بعد نماز جنازہ قبل دفن اولیاء میت مصلیوں سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر میت کو اس کا ثواب بخش دیویں۔

الجواب: ایصال ثواب میں کچھ حرج نہیں ہے پس اگر بعد نماز جنازہ کے تمام لوگ یا بعض سورۂ اخلاص کو تین بار پڑھ کر میت کو ثواب پہنچاویں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔" (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند، صفحہ ۴۱۴، ۴۳۵)

سوال: ایک شخص نے سورۂ فاتحہ یا اور کوئی سورۃ یا دو رکعت نفل پڑھ کر اپنے باپ یا ماں کیا پیر یا اُستاد کی روح کو ثواب مع مؤمنین و مومنات کے بخشا۔ یہ ثواب باپ ہی کی روح کو پہنچایا سب کو اسی طرح ثواب پہنچایا جائے۔ یا خاص کر کے یعنی باپ ہی یا استاد ہی کا نام لیا جاوے تب پورا ثواب ملے گا۔

الجواب: اگر سب کو ثواب پہنچایا سب کو پہنچا حصہ رسد ثواب سب کو پہنچتا ہے اور بہتر سب کو شریک کرنا ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۲۰)

سوال: ایصال ثواب میں فلاں ابن فلاں کہنے کی ضرورت ہوگی یا محض اس کا نام لے لینا کافی ہوگا۔ اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو ایصال ثواب کا کیا طریقہ ہوگا؟

جواب: فلاں ابن فلاں کہنا مناسب ہے لیکن اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو صرف اسی کا نام لینا کافی ہے۔ نیت میں جو کچھ ہے اللہ کو معلوم ہے اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۲۱)

اموات کو ثواب صدقات و قرآن شریف کا پہنچنا اور اموات کو احیاء کے دُعا و استغفار سے نفع پہنچنا نصوص قرآنی اور احادیث سے ثابت ہے کما فصلہ فی کتب

الفقہ۔ انکار اس کا جہل اور معصیت اور خرق اجماع ہے۔ البتہ ایصال ثواب کیلئے شریعت میں کوئی دن مقرر نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم، دیو بند، جلد پنجم، صفحہ ۴۴۷)

سوال: زید بعد تلاوت قرآن مجید ثواب اس کا بتوسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ازواجِ مطہرات و جملہ بزرگان دین کو بخش کر اپنے خاندان کے جملہ مردوں اور جمیع مومنین و مومنات کی روح کو بخش دیتا ہے، ایسا کرنا چاہیے یا نہیں اور بہتر طریقہ ایصال ثواب کا کیا ہے؟

الجواب: یہ طریقہ ایصال ثواب کا جس طرح زید کرتا ہے اچھا ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور زید کو ثواب حاصل ہوتا ہے۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم، دیو بند، جلد پنجم، صفحہ ۴۴۹)

"ایصال ثواب میت کیلئے قبر پر قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا درست ہے۔ کذا فی الشامی۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم، دیو بند، جلد پنجم، صفحہ ۴۴۸)

سوال: ثواب پہنچانے والے کو بھی کچھ ثواب یا نیکی ملتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ثواب ملتا ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم، پنجم، صفحہ ۴۵۲)

سوال: ایصال ثواب میں واسطہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوے یا نہیں۔ یعنی واسطہ کہے ہوئے ثواب طعام یا کلام کا مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب: ایصال ثواب ہر دو طرح جائز ہے۔ ہر طرح پر ثواب پہنچتا ہے۔ فقط۔ (فتاویٰ دار العلوم، دیو بند، جلد پنجم، صفحہ ۴۵۲)

سوال: زید نے قرآن شریف پڑھا اور عمرو کے نام سے ایصال ثواب کر دیا اب زید کو اس پڑھنے کا کس قدر ثواب ملے گا؟

الجواب: قرآن شریف کا ثواب تو عمرو کو ملے گا باقی اس وجہ سے کہ زید نے

ایک کام کیا اس کو اُس کا بدلہ دس گنہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مل سکتا ہے، اخلاص شرط ہے بدوں اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں، الا للہ الدین الخالص من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۴۱)

فاتحہ وزیارت کی اطلاع

سوال (۱) جب کہ میت کے اعزاء فاتحہ دلاتے ہیں تو میت کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال (۲) جب میت کے اعزاء قبرستان جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں اس کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟

سوال (۳) اگر میت کی طرف سے قربانی یا حج کرایا جاوے تو کیا اُس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے فلاں عزیز نے یہ کام کرایا ہے۔

الجواب (۱): اگر معلوم ہوتا ہے تو کچھ عجب نہیں ہے۔

(۲) ایسا بھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

(۳) ایسا بعض روایات میں وارد ہے کہ میت کو یہ معلوم ہوتا ہے یعنی ملائکہ بتلاتے ہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۴۳-۴۴۴)

سوال: کیا اس میت سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تیرے فلاں عزیز نے احباب نے یہ تحفہ بھیجا ہے اور قائل اس کا کون ہوتا ہے وہ فرشتہ یا اور کوئی؟

جواب: ایسا بھی وارد ہوا ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ اور کہنے والا فرشتہ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۲۶)

سوال: اکثر کتب فقہ معتبرہ مثلاً شامی، طحطاوی علی المراقی الفلاح، فتح القدیر

میں محمد بن واسع کا فیصلہ یا قول اس طرح درج ہے فقد قال محمد بن واسع الموتیٰ یعلمون بزوارھم ...الخ شامی باب زیارۃ القبور، وہکذا فی الطحطاوی علی المراقی الفلاح وشرح الصدور للعلامہ السیوطی وفتح القدیر۔ مگر علاوہ علامہ شامی کے باقی کتب میں لفظ بلغنی ہے جو دلالت کرتا ہے کہ محمد بن واسع کو کسی غیر سے یہ قول پہنچا ہے اور شامی میں لفظ بلغنی نہیں ہے جو دلالت کرتا ہے کہ یہ فیصلہ یا حکم خود محمد بن واسع کا ہے۔ عبارت شامی کو معتبر سمجھا جاوے یا دیگر کتب کو کیا یہ فیصلہ درست ہے۔

الجواب: شامی کی عبارت کا یہ مطلب لینا چاہیے فقد قال محمد بن واسع ناقلاً عن السلف ...الخ پس اس صورت میں کچھ تعارض مابین عبارت شامی وعبارت دیگر کتب نہ رہے گا جس کی وجہ سے کسی کی تغلیط کی جاوے بلکہ تطبیق دونوں میں ہوگئی اور ظاہر یہی ہے کہ محمد بن واسع اس قول کو سلف سے نقل فرمارہے ہیں، از خود نہیں کہتے پس لفظ بلغنی کو بحالہ رکھنا چاہیے اور پہلی عبارت میں تاویل کرنی چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم، دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۵۴)

فائدہ:- عبارت بالا سے ظاہر ہے کہ زیارت کرنے والوں کو اطلاع مُردوں کو ہوتی ہے۔

ذبح ونذر

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

اگر جانور ذبح کیا جائے اور یہ نیت ہو کہ اس کا ثواب لوجہ اللہ کسی کو پہنچے اس میں کچھ حرج نہیں۔" (فتاوی رشیدیہ، کامل، صفحہ ۴۰۰)

پھر لکھتے ہیں:

"ہاں اگر یوں کہے کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے تو دس روپے کا ثواب حق تعالیٰ

کے واسطے فلاں بزرگ کو پہنچاؤں گا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اس میں نذر غیر اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے، ثواب پہنچانا ہے نذر حق تعالیٰ ہی کی ہے۔''

(فتاوی رشیدیہ، کامل، صفحہ ۱۰۴)

مولانا اسماعیل صاحب لکھتے ہیں:

''پس اُمورِ مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور ''نذر و نیاز'' سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک وشبہ نہیں۔'' (صراط مستقیم، مترجمہ، اُردو، صفحہ ۶۴)

کراماتِ اولیاء

سوال: اولیاء اللہ کو عالم کی سیر کرنا مثلاً مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ بلا اسباب ظاہر کے یہ ممکن اور کرامات ہے یا نہیں، ایسی بات کا اگر کوئی انکار کرے تو گنہگار ہو گا یا نہیں؟

جواب: یہ کرامات اولیاء اللہ سے ہوتی ہیں اور ہے کہ کرامات خرق عادت کا نام ہے اس میں کوئی تردّد کی بات نہیں اس کا انکار گنہ ہے کہ انکارِ کرامت کرتا ہے اور کرامت کا حق ہونا مسئلہ اجماعی اہلسنت کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاوی رشیدیہ کامل، صفحہ ۹۳)

سوال: مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہست قدرت اولیاء راز الہ تیرِ جستہ باز گرداندن زراہ

(اولیاء اللہ کو اللہ کی جانب سے وہ قدرت ہے کہ گئے ہوئے تیر کو راستہ سے لوٹا دیتے ہیں) اس کا کیا مطلب ہے اور اس شعر کے مصداق اولیاء اللہ ہوتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کرامات اولیاء حق ہے اور کرامت خرق عادت کو کہتے ہیں۔ جب

حق تعالیٰ چاہے اولیاء سے ایسا کرا دیوے یہی مطلب شعر کا ہے۔ فقط رشید احمد گنگوہی عفہ عنہ۔ (فتاوی رشیدیہ، کامل، صفحہ ۱۰۰)

عرس

مولانا اشرف علی تھانوی و مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبان کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''اور فقیر کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روحِ مبارک پر ایصال ثواب کرتا ہوں، اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہو تو مولود پڑھا جاتا ہے۔ پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔'' (فیصلہ ہفت مسئلہ)

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

''اب رہے تین مسئلہ قیود مجلس مولود کے اور قیود ایصال ثواب کے اور عرس بزرگانِ دین کا کرنا سو اس (ہفت مسئلہ) میں وہ خود (حاجی امداد اللہ صاحب) لکھتے ہیں کہ دراصل یہ مباح ہیں۔'' (فتاوی رشیدیہ، کامل، صفحہ ۱۱۳)

مولانا اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''پس امورِ مروّجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور ''عرسوں'' اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک نہیں۔'' (صراطِ مستقیم، اردو صفحہ ۹۴)

زیارت مزارات کیلئے قصد کر کے سفر کرنا

سوال: کسی بزرگ یا ولی یا پیر کے مزار پر قصد کر کے اور سفر کر کے جانا کیسا ہے؟

جواب: بغیر کسی خاص دن کی تعین کے اگر کبھی چلا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔
اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا برکت سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند، جلد پنجم، صفحہ ۴۵۸)

سوال: لڑکا اپنے والدین کے مزار پر غیر ملک میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: جا سکتا ہے۔" (فتاویٰ دار العلوم، دیو بند، مدلل مکمل، جلد پنجم، صفحہ ۴۵۸)

سوال: اپنے گھر سے مدینہ منورہ کو یا بغداد یا گنگوہ کو یا اجمیر کو یا پیرانِ کلیر کو خاص زیارت کے واسطے جانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس وقت مدینہ منورہ کا جائے تو مسجد نبوی کا قصد کرے، زیارت شریف کا قصد کر کے نہ جائے۔ آیا یہ بات اس کی سچ ہے یا خلاف اور یہ لوگ کس مذہب اور کس دین کے ہیں اور علماء سنت والجماعت کا اس میں کیا حکم ہے؟ (از: احمد سعید خاں صاحب مراد آبادی)

جواب: زیارتِ بزرگان کے واسطے سفر کر کے جانا علمائے اہلسنت میں مختلف ہے بعض دوست کہتے ہیں اور بعض ناجائز دونوں اہلسنت کے علماء ہیں۔ مسئلہ مختلفہ ہے۔ اس میں تکرار درست نہیں فقط اور فیصلہ ہم مقلدوں سے محال ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۴۶۲)

سوال: زیارتِ قبور اولیاء پر سفر کر کے جانا بشرطیکہ کوئی خلافِ شرع کام نہ کریک درست ہے یا نہیں؟

جواب: محض زیارت قبر کیلئے سفر کر کے جانا جائز ہے۔ اگر چہ اس میں اختلاف ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۴۹۳)

مزارات اولیاء سے فیض

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

''مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۱۰۰)

سوال: بعض بعض صوفی قبور اولیاء پر چشم بند کر کے بیٹھتے ہیں اور سورۂ الم نشرح پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ کھلتا ہے اور ہم کو بزرگوں سے فیض ہوتا ہے، اس بات کی کچھ اصل بھی ہے یا نہیں۔''

جواب: اس کی بھی اصل ہے اس میں کوئی حرج نہیں اگر بہ نیت خیر ہے۔''

فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۱۹۸)

مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''اور فیوض و برکات ان کے بعد ممات کے باقی رہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان کی زیارت اور قرب سے زائرین کو برکات حاصل ہوں اور ان پر بھی درود و رحمت ہو کیونکہ جب وہ اولیاء مورد رحمت الٰہی ہیں تو جو شخص ان کی زیارت کرے گا وہ بھی حسب المراتب مستفیض ان کی برکات سے ہوگا۔'' (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، پنجم، صفحہ ۷۷۴)

بعد دفنِ میت فاتحہ و دُعا

سوال: بعد دفن میت کے چند قدم ہٹ کر فاتحہ وغیرہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: چند قدم ہٹنا اس کی کچھ اصل نہیں مگر بعد دفن کے اگر ایصال ثواب کیلئے کچھ بخشے تو درست ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۲۲۸)

سوال: میت کیلئے دُعا کرنا کہ جواب منکر نکیر میں ثابت قدم رہے اور تخفیف کیلئے کلمہ پڑھنا بعد دفن کے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ جائز ہے کلمہ پڑھتے رہیں اور میت کیلئے جواب منکر نکیر میں ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہیں۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۳۹۳)

سوال: بعد فراغت دفت میت رسم عام ہے کہ جملہ حاضرین کھڑے ہو کر فاتحہ بہ بسط الیدین پڑھتے ہیں یہ رسم مسنون ثابت بالحدیث ہے یا نہیں؟

الجواب: اس بارے میں حدیث شریف میں اس قدر وارد ہے: وعن عثمان قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه وقال استغفروا لاخيكم واسئلوا الله له الثبت فانه الآن يسئل رواه ابو داؤد وغيره.

بزرگوں کے قدموں کو چومنا

سوال: کسی شخص کی تعظیم کو کھڑا ہو جانا اور پاؤں پکڑنا اور چومنا تعظیماً درست ہے یا نہیں؟

جواب: تعظیم دیندار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا درست ہے۔ حدیث سے ثابت ہے۔ فقط رشید احمد عفی عنہ۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۴۵۹)

بندہ کا بندہ

سوال: بعض بعض صوفیوں کا یہ قول ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے اور پیرانِ پیر صاحب کا قدم سب پیروں کی گردن پر ہے اور جب تک بندہ کا بندہ نہ ہو جائے تب تک خدا نہیں ملتا تو اب یہ فرمایئے کہ ان باتوں کا پتہ کہیں طریقت اور تصوف میں بھی ہے یا نہیں؟ (از: سعید احمد خاں صاحب مراد آبادی)

جواب: اس قول کے یہ معنی ہیں کہ جس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں وہ شیطان

کی کمند میں ہے۔ قرآن و حدیث، استاد، باپ کوئی اگر دین نہ سکھائے گا تو وہ خود شیطان کی تقید کرے گا۔ سو یہ بات درست ہے۔ پیر سے مراد پیر مروّج نہیں باقی پیرانِ پیر کا قدم سب کی گردن پر مراد اُن کی بزرگی اور بڑائی ہے اس میں کیا حرج ہے جو اُن سے بڑے ہیں اُن کا قدم حضرت پیرانِ پیر کی گردن پر ہے۔ اور ''بندہ کا بندہ ہونے کا یہ معنی ہے کہ کسی خدائے تعالیٰ کے مقبول کا مطیع ہو کر عمل کرے یہ بھی درست ہے۔'' رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۱۹۷)

سوال: بعض بعض صوفی یہ کہتے ہیں کہ جب تک بندہ کا بندہ نہ ہو خدا نہ ملے تو یہ کلمہ کیسا ہے؟

جواب: اس کے معنی درست ہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۱۹۸)

فنا فی الشیخ والرسول

سوال: فنی فی الشیخ اور فنا فی الرسول کیا ہوتا ہے اور کہاں سے ثابت ہے اور اس کی نسبت صوفیہ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: یہ دونوں لفظ اصطلاح مشائخ کے ہیں، اتباع کرنا اور محبت کا غلبہ لوجہ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے، اس کی اصل شرع سے ثابت ہے فاتبعونی یحببکم الله. فقط کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۱۹۸)

مرید ہونا اور شجرہ پڑھنا

سوال: عالم یا فقیر سے مرید ہونا کوئی ضرورت بات ہے یا مستحب ہے؟

جواب: مرید ہونا مستحب ہے واجب نہیں۔ فقط کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی

عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۱۹۸)

سوال: بیعت ہونے سے یعنی کسی پیر کے مرید ہونے سے مقصود اصلی کیا ہے اور بغیر ہوئے واصل الی اللہ ہونا ممکن ہے یا نہیں؟ (از: سعید احمد خاں صاحب مراد آبادی)

جواب: مراد بیعت سے تحصیل اخلاص اور نورِ اسلام کا تجلیہ ہے اور یہ بدوں شیخ کے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اکثر یہی ہے کہ کسی کے توسل کی ضرورت ہے۔"
(رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، فتاویٰ رشیدیہ، کامل، صفحہ ۱۹۹)

سوال: اکثر آدمی شجرہ خاندان کا ہر صبح و شام پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب: شجرہ پڑھنا درست ہے کیونکہ اس میں بتوسل اولیاء کے حق تعالیٰ سے یہ دُعا کرتے ہیں اس کا کوئی حرج نہیں۔" فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۱۹۸)

تصورِ شیخ

سوال: تصور کرنا پیر یا استاد یا اولیاء وغیرہ کا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: کسی کا تصور کرنا بطورِ خیال کے کچھ حرج نہیں مگر رابطہ جو مشائخ میں مروّج ہے اس کو مشائخ نے کسی علاج کے واسطے تجویز کیا تھا اگر اس ہی حد پر رہے کہ جس حد پر بزرگوں نے تجویز کیا تھا تو چنداں دشواری نہیں۔"

(فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۲۱۰)

شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند ابستہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ القا خواہد کرد مگر ربط تام شرط است و بسبب ربط قلب شیخ را لسان قلب ناطق شود و بسوئے حق تعالیٰ راہِ می کشاید و حق تعالیٰ اور را محدث می کند۔"

(امدادالسلوک، صفحہ ۱۰۱، مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب)

ترجمہ: شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے زبانِ حال سے اس سے مانگے، شیخ کی روح اللہ کے حکم سے القا کرے گی مگر پورا تعلق شرط ہے۔ اور شیخ سے اسی تعلق کی وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اُس کو صاحب الہام کر دیتا ہے۔

ذکر بالجہر

سوال: ذکر بجہر اور دُعا بجہر اور درود بجہر خفیف ہو یا شدید جیسے نماز میں نزدیک حضرات محدثین اور حضرات ائمہ اربعہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کیا حکم رکھتا ہے اور جائز ہے یا نہیں فقط حفیظ اللہ بیگ عفی عنہ۔

جواب: ذکر خواہ کوئی ذکر ہووے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سوائے اُن مواقع کے کہ ثبوت جہر نص سے ہے وہاں مکروہ ہے۔ اور صاحبین اور دیگر فقہا و محدثین جائز کہتے ہیں اور مشرب ہمارے مشائخ کا اختیار مذہب صاحبین علیہما الرحمۃ ہے۔" والسلام مورخہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ رشید احمد۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۱۶)

"اگر ذکر جہر سے ریا پیدا ہوتا ہے تو اُس کے واسطے لاحول بکثرت پڑھا کریں مگر اُس کیلئے ترک جہر مناسب نہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۲۱۷)

(ذکر جہر کے متعلق) مطلق آیات و احادیث بہت جواز پر دال ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۲۱۳)

سوال: ذکر جہر افضل ہے یا خفی بالدلائل ارقام فرماویں۔

جواب: دونوں میں فضیلت ہے من وجہ کسی وجہ سے جہر افضل ہے اور بعض وجہ سے خفی افضل ہے اور دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مطلق ذکر کا حکم فرمایا ہے۔

اذکر واللہ ذکرًا کثیرًا. (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۲۱۴)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں:

مسئلہ: ذکر جہر کون سی حدیث سے ثابت ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کس موقعہ پر بدعت اور کس جگہ جائز فرمایا ہے زید کہتا ہے کہ ذکر جہر کرنا کیا ضرورت ہے کیا اللہ گونگا ہے کہ چپکے سے نہیں سنتا ہے۔ جناب اس مسئلہ کو معہ ثبوت ہوا ہے وہ حدیث ضرور لکھ دیں اور وجہ بدعت ہونے اور جائز ہونے کی اور مفتی بہ ہونے کی زیب قلم فرمادیں اور جناب نے پہلے فتوے میں جو ذکر جہر کا ثبوت لکھا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا۔ فقط (مرسلہ میانجی عبدالرحمٰن صاحب سہنسپوری، ضلع بجنور)

جواب: السلام علیکم بندہ مفتی ہے مسئلہ حق جو اپنے نزدیک ہوتا ہے اس کو بتانا فرض ہی جانتا ہے اور مسائل کے دلائل لکھنے کی فرصت نہیں اور وہ واجب نہیں اس کی تحقیق کتب میں ہے اگر علم ہو اُس کو دیکھو ورنہ دلائل سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ فقط

(فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۲۱۵)

"ذکر ہر طرح درست ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ، کامل صفحہ ۲۱۴)

انگوٹھا چومنا

سوال: اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھا چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور قرۃ عینی بلک یا رسول اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: علامہ شامی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت اذان میں ایسا کرنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند، جلد ثانی، صفحہ ۹۰)

سوال: اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھوں کو بوسہ دینا کیسا ہے۔ جو شخص اس

سے منع کرے اُس کی اقتداء نماز میں جائز ہے یا نہیں اور جو انگوٹھوں کو بوسہ نہ دے وہ گنہ گار ہے یا نہیں؟ اگر بوسہ دینا مستحب ہے یا سنت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟

الجواب: استحباب تقبیل البہامین کی دلیل شامی کی یہ عبارت ہے: **یستحب ان یقالعند سماع الاولٰی من الشھادتین صلی اللّٰہ علیك یا رسول اللّٰہ و عند الثانیہ منھا قرۃ عینی بك یا رسول اللّٰہ ثم یقول اللّٰھم متعنی بالسمع و البصر بعد ظفری الابھامین علی العینین فانہ علیہ السلام یکون قائدًا لہ فی الجنۃ... الخ** (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جلد ثانی، صفحہ ۱۰۷)

ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ پہلی شہادت (**اشھد ان محمد رسول اللّٰہ**) سننے کے وقت صلی اللہ علیك یا رسول اللّٰہ کہے اور دوسری کے وقت قرۃ عینی بك یا رسول اللّٰہ پھر کہے اللّٰھم متعنی بالسمع والبصیر دونوں انگوٹھوں کی ناخنوں کو آنکھ سے لگانے کے بعد تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے شک جنت میں اس کی قیادت فرمائیں گے۔

مسئلہ اقامت

فاضل دیوبند مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری صاحب مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف میں حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

"فقہاء نے لکھا ہے کہ تکبیر کہنے والا جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو مقتدی اس وقت کھڑے ہوں۔" (مظاہر حق جدید، جلد اوّل، صفحہ ۳۹، قسط ۸، ناشر ادارہ اسلامیات دیوبند)

مفتی دار العلوم دیوبند مولانا کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

"اور نمازی امام سمیت مسجد میں ہے اس صورت میں جب مؤذن اقامت کہتے ہوئے حی علی الفلاح پر پہنچے تو ہمارے تینوں ائمہ کرام (امام اعظم ابوحنیفہ، امام

ابو یوسف، امام احمد رحمۃ اللہ علیہم) کے نزدیک امام اور نمازیوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے درست یہی ہے۔'' (فتاویٰ عالمگیری اُردو جدید، جز۲، صفحہ ۲۲۴)

سوال: تکبیر کے وقت مقتدیوں کو اور امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہیے۔ ایک مولوی صاحب نے حی علی الفلاح کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے۔

الجواب: نماز کے آداب میں سے فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ حی علی کے وقت سب کھڑے ہو جائیں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہو جاویں تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترکِ ادب پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے اور درِ مختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے سے آئے تو جس وقت امام پر نظر پڑے مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ بہر حال اس میں ہر طرح وسعت ہے۔ مگر اتباع تصریحات فقہاء کا اولیٰ و افضل ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند، جلد ثانی، صفحہ ۱۱۲)

سوال (۱): جب امام مصلیٰ پر موجود ہو تو امام اور مقتدی کو تکبیر کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے متعلقین جو کتب فقہ میں حین قیل حی علی افلاح مصرح ہے۔ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ کا قول ہے یا نہیں اور صحیح یہ یا غلط۔

(۲) کیا مسئلہ نیا ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے سے صف بندی ناممکن ہے؟

(۳) اس قول پر عمل درآمد کرنے والے اور دوسروں کو ترغیب دینے والے کیسے ہیں اور توڑنے والے اور دوسروں کو باز رکھنے والے کیسے ہیں؟

الجواب: (۱ تا ۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اقول و باللہ التوفیق بیشک فقہاء نے

آدابِ نماز میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت مکبر حی علی الفلاح کہے تو ائمہ ثلاثہ یعنی امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک امام اور مقتدی سب کھڑے ہو جاویں اور کذا فی الدر المختار اور یہ بھی در مختار میں ہے کہ یہ حکم استحبابی اس وقت ہے کہ امام وہاں قریب محراب کے پہلے سے موجود ہو اور اگر امام دوسری جگہ اپنے حجرے وغیرہ میں ہو تو جس وقت امام آئیں اُس وقت سب کھڑے ہو جائیں۔ عبارت در مختار یہ ہے وھا آداب الخ پس معلوم ہوا کہ یہ اُمور آداب میں سے ہیں ان کے ترک پر اس قدر تشدد کرنا کہ ان کے تارک کو موردِ لعن طعن قرار دینا نہایت ظلم و تعدی ہے جیسا کہ خود علامہ شامی نے شروع امام میں قد قامت الصلوٰۃ کہنے پر بحث کی ہے کہ صاح و اعدل المذہب یہ ہے کہ جب تک مکبر پوری تکبیر سے فارغ نہ ہو اُس وقت تک امام نماز شروع نہ کرے کیونکہ اس میں پوری تکبیر کا جواب سب دے سکیں گے جو کہ مستحب و مسنون ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس وقت مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقامہا اللہ وادامہا الصلوٰۃ پڑھتے تھے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند، جلد ثانی، صفحہ ۲۱۲-۲۱۳)

”امام اور مقتدی کا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا آداب میں سے ہے۔“

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند، جلد ثانی، صفحہ ۲۱۶)

مولانا محمد احسن نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

”اس میں مکبر کے امر کی تعمیل ہے اور یہ جب ہے کہ امام محراب کے قریب ہو۔“

(حاشیہ کنز الدقائق، صفحہ ۲۲)

مولانا اعزاز علی صاحب مہتمم مدرسہ دیو بند لکھتے ہیں:

”اور ادب یہ ہے کہ کھڑا ہوا امام بھی اور مقتدی بھی اگر محراب کے پاس موجود ہوں

جبکہ تکبیر کہنے والا حی علی الفلاح کہے۔'' (حاشیہ نور الایضاح، صفحہ۷۲)

''حی علی الفلاح کے وقت اُٹھے۔ (راہ نجات، صفحہ۱۴)

مولانا کرامت علی جونپوری لکھتے ہیں:

''جب اقامت میں حی علی الصلوٰۃ کہے تب امام اور سب لوگ کھڑے ہو جائیں۔''

(مفتاح الجنۃ، صفحہ ۴۴)

مولانا محمد سعید صاحب مفتی ٹونک قاری نثار احمد صاحب ٹونکی کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''تکبیر میں حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا درست ہے۔''

(مفصل معلومات کیلئے احقر کی کتاب 'حی علی الفلاح' یا پوسٹر کا مطالعہ فرمائیں۔ دلکش)

تکبیر کے وقت درود

سوال: علیٰ ہذا موذن نماز کی تکبیر و اقامت کے پہلے درود جہریہ کے پڑھنے کو بعض منع کرتے ہیں اور بعض اس کو مستحب قرار دیتے ہیں، کون سا قول صحیح ہے؟

جواب: شامی میں مواضع استحباب درود شریف میں لکھا ہے۔ وعند الاقامۃ یعنی تکبیر کہنے کے وقت بھی درود شریف مستحب ہے۔ لیکن جہر کی قید اس میں نہیں اور جہر کو فقہاء نے سوائے ان مواضع کے جہاں جہر وارد ہے منع کیا ہے۔ پس بہتر ہے کہ درود شریف آہستہ پڑھے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند، جلد پنجم، صفحہ ۳۶)

ختم وقت سحری و شروع وقت فجر

مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دیو بند لکھتے ہیں:

''ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ مقدار ما بین صبح صادق وطلوع آفتاب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جاڑوں کی راتوں میں جب کہ رات قریب چودہ گھنٹہ کی ہوتی ہے، صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک ایک گھنٹہ بائیس منٹ کی مقدار ہوتی ہے۔ اگر ساتواں حصہ شب کا ہمیشہ ہوتو مقدار مذکور دو گھنٹہ ہونی چاہیے۔ حالانکہ تجربہ اہل تجربہ ومشاہدہ عامہ وقواعد حسابیہ اس کے خلاف پر شاہد ہیں۔''

(فتاویٰ دارالعلوم دیو بند، جلد ثانی، صفحہ ۶۲)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

مسئلہ: پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کے لنبان پر کچھ سفیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہوتی ہے اور آنا فانا بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اُجالا ہو جاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سفیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (بہشتی زیور، دوسرا حصہ، صفحہ ۴۷)

○ شرع میں روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔

(بہشتی زیور، تیسرا حصہ، صفحہ ۱۳۲)

○ ''صبح صادق اور طلوع شمس میں فرق کم سے کم بماہ فروری و مارچ و ستمبر و اکتوبر ایک گھنٹہ بیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ بماہ جون و شروع جولائی ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ ہوتا ہے اور یہی فرق غروب شمس غروب شفق ابیض تک بہت قلیل تفاوت سے جو دو تین منٹ نہیں بڑھتا ہوتا ہے۔

(بوادر النوادر جلد دوم، صفحہ ۴۲۹، مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب)

''سورج نکلنے سے تخمیناً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے مشرق (پورب) کی طرف آسمان کے کنارے پر ایک سفیدی ظاہر ہوتی ہے وہ سفیدی زمین سے اُٹھ کر اوپر کی طرف

ایک ستون کی شکل میں بلند ہوتی ہے اسے صبح کاذب کہتے ہیں۔ تھوڑی دیر رہ کر یہ سفیدی غائب ہو جاتی ہے اس کے بعد دوسری سفیدی ظاہر ہوتی ہے جو مشرق کی طرف سے دائیں بائیں جانب کو پھیلتی ہوئی اُٹھتی ہے، یعنی آسمان کے تمام مشرقی کنارے پر پھیلی ہوئی اُٹھتی ہے۔ اوپر کی طرف لمبی لمبی نہیں اُٹھتی اسے صبح صادق کہتے ہیں۔ اسی صبح صادق کے نکلنے سے نماز فجر کا وقت شروع ہوتا ہے۔"

(تعلیم الاسلام، تیسرا حصہ، صفحہ [illegible])

اسی طرح مولانا عبدالرحیم لاجپوری صاحب اپنی کتاب "فتاویٰ رحیمیہ، جلد ۳، صفحہ ۲۴ اور مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب اپنی کتاب "امداد الاحکام" جلد اوّل صفحہ ۳۲۱ میں لکھتے ہیں:

○ "طلوع آفتاب سے دو گھنٹے پہلے یعنی رات میں صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے فجر کی اذان و نماز صحیح نہیں۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا کے قطعی خلاف ہے اور اذا حضرت الصلوۃ الخ کے بھی خلاف ہے۔"
فقط واللہ اعلم حبیب الرحمٰن غفرہ اللہ عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیو بند۔ الجواب صحیح محمد طاہر عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح کفیل الرحمٰن، مہر دارالافتاء دیو بند۔

○ "غروب شمس سے طلوع صبح صادق تک شرعی لیل (رات ہے، جس میں کھانا پینا جائز ہے۔ صبح صادق شروع ہونے کے بعد اذان فجر دی جائے اور نماز فجر ادا کی جائے۔ دستخط مولانا مجاہد الاسلام قاضی امارت شرعیہ بھارت، مولانا محمد صدر الحسن ندوی، مولانا محمد ارشد قاسمی، مولانا خلیل احمد قاسمی، مولانا محمد ابراہیم مفتاحی، مولانا حکیم احمد حسن جے پور، مولانا محمد سعید ٹونک، مولانا فضل الرحیم مجددی وغیرہم۔
(الدور التاسعہ مجمع الفقہ الاسلامیہ (الہند) بجامعۃ الدیۃ جے پور۔

○ ٹونک والے شاید انانیت، نفسانیت یا اپنے جہل مرکب میں مبتلا ہونے کی وجہ

سے ہمارے فتوے کو رد کر دیتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے۔ ٹونک کا نقشہ (دوامی نقشہ) فنی اور فقہی اعتبار سے صحیح نہیں۔

حبیب الرحمٰن عفا اللہ عفی عنہ مفتی دار العلوم دیو بند، نصیر احمد خاں صدر المدرسین دار العلوم دیو بند، احقر محمود حسن غفرلہٗ بلند شہری، جمیل الرحمٰن خادم افتاء و اہتمام مدرسہ رحمانیہ عربیہ ہاپوڑ، مہر دار الافتاء دیو بند و دار الافتاء مدرسہ رحمانیہ عربیہ ہاپوڑ۔

نوٹ:- علماء احناف میں صرف ٹونک و جے پور کا نقشہ (تیار کردہ حکیم احمد حسن صاحب) ہی سب سے الگ اور غلط ہے جس کی رو سے طلوع آفتاب سے دو گھنٹہ بلکہ اس سے بھی پہلے اذان فجر پڑھ دی جاتی ہے۔ ۱۹۷۸ء ہی سے احقر بذریعہ پوسٹر و پرچہ عوام و خواص کو مطلع کر رہا ہے کہ وقت سے پہلے اذان و نماز کو پڑھ کر اپنی اذان و نماز کو برباد نہ کریں۔ الحمد للہ شہر جے پور و ٹونک ضلع کے اکثر حصے میں ٹونک کے نقشے کے خلاف لوگوں نے عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ مزید معلومات کیلئے احقر کی کتاب ''دلائل منتہائے سحر و وقت صلوٰۃ الفجر'' جو مولانا محمد سعید صاحب ٹونکی کی کتابچہ ''دلائل منتہائے سحر سبع اللیل ہو الفجر'' کے جواب میں تحریر کی گئی ہے، جس میں قرآن و حدیث، فقہ و علماء احناف کے مطابق حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کا مطالعہ فرمائیں۔

دلکش

سماعِ موتٰی و تلقین

سوال: سماعِ موتٰی ثابت ہے یا نہیں درصورت جواز یا عدم جواز قول راجح کیا ہے اور تلقین بعد دفن میت ثابت ہے یا نہیں؟

فقط از: عزیز الدین صاحب مراد آباد

جواب: یہ مسئلہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہا ہے، اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا،

تلقین کرنا بعد دفن کے اس پر ہی مبنی ہے، جس پر عمل کرے درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کامل، صفحہ ۸۷)

سوال: میت قبر میں سنتی ہے یا نہیں؟

جواب: اموات کے سننے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک سنتی ہے بعض کے نزدیک نہیں سنتی۔ فقط (فتاویٰ رشیدیہ، کامل، صفحہ ۱۰۰)

سوال: اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں یا مردہ اور اگر زندہ ہیں تو ہماری آواز سنتے ہیں یا نہیں؟ از: سعید احمد خاں

جواب: روح کو حیاۃ ہوتی ہے، قبر میں سب کی روح زندہ ہے ولی ہو یا عامی اور سماع میں اختلاف ہے بعض مقر ہیں بعض منکر۔ فقط واللہ اعلم رشید احمد عفی عنہ۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کامل، صفحہ ۸۳)

سوال ۱: بروئے مذہب احناف بزرگانِ دین کے مزارات پر جا کر یہ عرض کرنا کہ آپ مقبول خداوندی ہیں آپ ہمارے لئے دُعا کر دیجئے کہ ہماری فلاں مراد پوری ہو جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۲: امام صاحب کے نزدیک بزرگانِ دین بعد وفات زائرین کی باتیں سنتے ہیں یا نہیں؟

سوال ۳: کیا یہ صحیح ہے کہ امام صاحب موصوف نے کسی شخص کو کسی قبر پر اہل قبر سے کچھ عرض و معروض کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تو ایسے سے التجا کرتا ہے جو سن بھی نہیں سکتا؟

سوال ۴: اگر کوئی آیت یا حدیث امام صاحب کے قول کی تائید میں ہو تو وہ بھی تحریر فرمایئے۔

الجواب: (اتا۴) سماع موتیٰ میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہے۔ بہت سے ائمہ سماع موتیٰ کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع معلوم ہوتا ہے، مگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی تصریح اس بارے میں نقل نہیں کرتے اور استدلال عدم سماع کا آیۃ انک لا تسمع الموتی وغیرہ سے کرتے ہیں۔ اور مجوزین کا استدلال حدیث ما انتم باسمع منھم... الخ اور حدیث سماع قرع فعال سے ہے اور آیت مذکورہ کا یہ جواب دیتے ہیں نفع سمع قبول کی ہے۔ غرض یہ کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور قول فیصل ہونا اس میں دشوار ہے۔ پس عوام کو سکوت اس میں مناسب ہے جبکہ علماء کو بھی اس میں تردد ہے اور دلائل فریقین موجود ہیں اور جبکہ سماع موتیٰ میں اختلاف ہوا تو اس میں بھی اختلاف ہوا کہ بزرگانِ دین کے مزارات پر اس طرح دُعا کرنا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ میری فلاں حاجت پوری فرمادے یہ بھی مختلف فیہ ہوگا۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۶۱)

سوال: بعد دفن کے تلقین کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس طرح؟

الجواب: تلقین بعد الدفن کو فقہاء نے جائز رکھا ہے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۳۹۲)

اولیاء اللہ زندہ ہیں اور عذابِ قبر سے محفوظ

سوال: عدم سوال قبر مخصوص شہدائے مقتولین سے ہی ہے یا ہر قسم شہداء سے اور اولیاء اللہ بھی بمرتبہ شہداء اور داخل تحت آیت بل احیاء عند ربھم ہیں یا نہیں کیونکہ وہ مجاہد فی النفس ہیں کہ یہ جہاد اکبر ہے۔ فقط از: عزیز الدین صاحب مرادآبادی

جواب: اولیاء کرام بھی بحکم شہداء ہیں اور مشمول آیت بل احیاء عند ربّھم کے ہیں اور سوال قبر نہ ہونا شہداء سے بندہ کو معلوم نہیں مگر ہاں حدیث میں آیا ہے کہ شہید کو عذابِ قبر سے امن دی جاتی ہے اور یہ فضیلت اولیاء عظام کے واسطے بھی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد عفی عنہ۔ (فتاوی رشیدیہ کامل، صفحہ ۸۷)

سوال: حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں بہر صورت دلیل کیا ہے؟

الجواب: وباللہ التوفیق۔ سب ہی مرنے والے ہیں۔ انك میتو انھم میتون جو کہ مسلم ہے پھر اسی حیات روحانی میں درجات انبیاء علیہم السلام کی حیات قوی تر ہے، اس کے بعد شہداء کی، پھر جملہ مؤمنین و مؤمنات کی درجہ بدرجہ اور نصوص صرف انبیاء علیہم السلام اور شہداء کی حیات میں وارد ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق او کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء عند ربّھم یرزقون فرحین ما اتاھم اللّٰہ من فضلہ الآیۃ. پس اس قسم کی تصریح اولیاء اللہ کے لفظ کے ساتھ وارد ہونا یاد نہیں ہے لیکن جبکہ شہداء کے لیے حیات کی تصریح ہے اور شہداء بھی اولیاء اللہ ہیں تو اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے بھی تصریح حیات کی ہوگی یا یوں کہا جاوے کہ جبکہ شہداء کے لئے حیات کی تصریح ہے تو چونکہ اولیاء اللہ بھی بحکم شہداء ہیں بلکہ بعض اولیاء شہداء سے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں جیسے صدیقین کہ وہ اولیاء اللہ کی ایک جماعت ہے۔ شہداء سے افضل ہیں کما قال اللّٰہ تعالیٰ اولٰئك مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء

والصالحین الآیۃ. اس آیت میں انبیاء کے بعد شہداء سے پہلے صدیقین کا ذکر فرمایا گیا ہے، بظاہر یہ ترتیب مقتضی افضلیت صدیقین کو شہداء پر ہے اس لئے اولیاء اللہ کے لئے بھی یہ خاص حیات علیٰ حسب المراتب ثابت ہے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۷)

غیر عربی میں خطبہ

سوال: خطبہ جمعہ عربی میں مختصر پڑھ کر اُردو یا اور کسی ملکی زبان میں وعظ کہنا کیسا ہے؟ اکثر علماء حنفی وعظ خطبہ میں کہتے ہیں۔

الجواب: خطبہ تمام عربی میں ہونا سنت ہے اور یہ امر کہ کچھ خطبہ عربی کا پڑھ کر پھر اُردو میں بطریق وعظ خطبہ کے اندر کچھ کہنا خلافِ سنت اور بدعت ہے۔ سلف سے ایسا ثابت نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے مصفی شرح مؤطا میں لکھا ہے کہ صحابہ باوجودیکہ بلادِ عجم میں تشریف لے گئے مگر خطبہ سوائے عربی زبان کے اور کسی زبان میں مخاطبین کے سمجھانے کیلئے نہیں پڑھا۔ پس عمل مستمر صحابہ کا دلیل ہے اس کی کہ تمام خطبہ عربی میں ہونا چاہیے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۷۷)

سوال: خلاصہ سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں سامعین عموماً چونکہ عربی زبان نہیں سمجھتے اس لئے خطبہ جمعہ اُردو میں پڑھنا چاہیے اور نثر کی نسبت نظم زیادہ مؤثر ہوتی ہے اس لئے نظم زیادہ مناسب ہے۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: جمعہ کا خطبہ نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے، اس کے خاص خاص احکامات، خاص خاص لوازمات اور مخصوص شرطیں ہیں۔ وہ عام وعظوں اور تقریروں کی طرح سے نہیں کہ ہر زبان میں جس طریق سے چاہے کہہ دیا جائے۔

اس کی خصوصیت کے متعلق شریعت کے قطعی اعلانات موجود ہیں۔ حضرات فقہاء کا فیصلہ ہے کہ جو افعال وحرکات بحالت نماز ممنوع ہیں، خطبہ میں بھی حرام ہے۔ سامعینِ خطبہ کیلئے اس وقت کھانا، پینا، بولنا یہاں تک سلام کا جواب دینا اور ذکر و تسبیح پڑھنا بھی جائز نہیں۔ وکل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم فیھا ای فی الخطبۃ. (خلاصہ وغیرہا) فیحرم اکل و شرب و کلام ولو تسبیحا او رد سلام ... الخ اس طرح کی قیودات بتا رہی ہیں کہ خطبہ کی مجلس صرف وعظ وتذکیر کی مجلس نہیں بلکہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے نماز کی طرح ہے۔ پس یہ نہیں ہوسکتا کہ شرط صلوٰۃ کسی محدث طریقے غیر عربی زبان سے ادا کی جائے۔ حجاز کے مخاطب عربی تھے اس لئے خطبہ ہی سے وعظ وتذکیر کا بھی کام لیا جاتا تھا لیکن غیر عرب اگر عربی نہیں سمجھ سکتے تو ان کی خاطر خطبہ کی شرعی زبان نہیں چھوڑی جاسکتی۔ وعظ ونصیحت اور تفہیم خطبہ کے سوائے دوسرے وقتوں میں بھی ہوسکتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بلادِ عجم میں ورود ہوا مگر کسی ایک واقعہ سے بھی یہ ثابت نہیں کہ ان عجمیوں کی خاطر جمعہ کے خطبہ کی زبان بدلی گئی ہو۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ اِسی حقیقت کو سمجھ کر فرمارہے ہیں کہ عربی بودن نیز بجہۃ عمل مستمر در مشارق ومغارب باوجود آنکہ در بسیارے از اقالیم مخاطبان عجمی بودند۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۱۲۹)

سوال: خطبہ میں نظم ونثر زبان غیر عربی میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بادلائل تحریر فرمادیں۔

الجواب: چونکہ مقصود خطبہ سے ذکر اللہ ہے نہ کہ وعظ بلکہ یہ ضمنی شے ہے اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے کہ اگر فقط خطبہ میں ذکر اللہ ہو اور پند وغیرہ کا ذکر نہ ہوا تو بھی جائز ہے۔ ولنا ان الخطبۃ ذکر والمحدث والجنب لا

یمنعان... الخ بسوط

قال صاحب الهدایه فان اقتصر علیٰ ذکر اللّٰه تعالیٰ جاز عند ابی حنیفة وفی بعض کتب الفقه یصح الاقتصار فی الخطبة علیٰ ذکر خالص للّٰه تعالیٰ عند ابی حنیفة. ان عبارات سے مضمون بالا کا ثبوت ہوتا ہے پس جبکہ خطبہ اصل میں محض ذکر کا نام ہے تو اس کی ضرورت نہیں رہی کہ خطیب بعض سامعین کی وجہ سے قرآن اور رسول اور جنت کی زبان چھوڑ کر اُردو وانگریزی، جاپانی، فارسی، پشتو زبان میں خطبہ پڑھے۔ سلف صالحین صحابہ وتابعین وائمہ کا تعامل باوجودیکہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ملک فارس میں تشریف فرما ہوئے مگر فارسی میں خطبہ نہ پڑھا بلکہ عربی میں پڑھا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۱۴۳)

فائدہ: مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۳۴۷ اور ۳۴۸ میں خطبہ میں عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان کا پڑھنا یا اشعار پڑھنا خلافِ سنت اور ناجائز لکھا ہے۔

باہم حمد ونعت کا پڑھنا

سوال: نعت یا حمد یا غزل عاشقیانہ جس میں کوئی کذب یا لغو نہ ہو بلند آواز سے کہ جس میں نشیب وفراز ہو طبعی یا کسبی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے اشعار کا پڑھنا بحسن صوت درست ہے اگر اس سے کوئی مفسدہ پیدا نہ ہو۔ فقط رشید احمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ ۴۶۲)

سوال: باہم آواز ملا کر چند آدمیوں کو خدا کی یا حضرت کی شان میں غزلیں پڑھنا درست ہے یا منع ہے؟

جواب: اس طریق سے مناجات یا مدح پڑھنا بشرطیکہ کوئی فتنہ کا خوف نہ ہو نہ قید کسی وقت خاص ہو نہ مضمون خلافِ شرع ہو نہ کسی دوسرے کی نماز یا ذکر میں حرج ہوتا ہو نہ پڑھنے والے کی نماز قضا ہو جانے یا جماعت رہ جانے کا خوف ہو الغرض تمام مفاسد شرعیہ سے خالی ہو تو مباح ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ ۴۹۰)

مسئلہ عبد (عبد بمعنی بندہ و غلام)

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب و مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب تحریر کرتے ہیں:

"عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں۔" (شمائم امدادیہ، صفحہ ۱۳۵)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قرآن مقدس کی ان دونوں آیتوں میں "عباد" کا ترجمہ غلاموں اور بندوں کرتے ہیں:

وانکحوا الایامٰی من کم والصٰلحین من عبادکم وامائکم ط

(قرآن شریف، پارہ ۱۸، سورۃ النور، رکوع ۱۰)

ترجمہ: "اور تم میں یعنی (احرار میں) جو بے نکاح ہو تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو اس (نکاح) کے لائق ہو اُس کا بھی۔"

قل یٰعبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط

(قرآن شریف، پارہ ۲۴، سورۃ النور، رکوع ۳)

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں تم خدا کی رحمت سے نا اُمید مت ہو۔"

دیوبندی جماعت کے شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب "مرثیہ" مولانا رشید احمد

گنگوہی صاحب''میں لکھتے ہیں:

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
''عبید سود'' کا اُن کے لقب ہے یوسف ثانی

توسل وتوسط

مقتدائے علماءِ دیو بند مولانا اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''بیشک مرشد اللہ تعالیٰ کے رستے کا وسیلہ ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا

یٰاَیّھا الذین امنوا اتقو اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ط

یعنی اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف (پہنچنے کیلئے) وسیلہ ڈھونڈو اور اس کے رستے میں جہاد کرو کہ شاید تم نجات پالو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نجات کے واسطے یہ چار چیزیں ایمان اور تقویٰ اور وسیلہ کا طلب کرنا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا مقرر فرمائی ہیں۔ اہل سلوک اس آیت کو سلوک کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں اور وسیلہ مرشد کو جانتے ہیں۔ پس حقیقی نجات کے لئے مجاہدہ سے پہلے مرشد کو جانتے ہیں۔ پس حقیقی نجات کے لئے مجاہدہ سے پہلے مرشد کا ڈھونڈنا ضروری ہے اور سنت اللہ بھی اسی طرز پر جاری ہے۔ اسی واسطے راہبر کے سوا راستہ پالینا نہایت نادر اور کمیاب ہے۔'' (صراط مستقیم مترجم، اُردو، صفحہ ۵۸)

اشغالِ طریقہ چشتیہ کے بیان میں لکھتے ہیں:

''طالب کو چاہئے کہ پہلے باوضو دوزانو بطور نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں یعنی حضرت معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ حضرات کے نام فاتحہ پڑھ کر بارگاہِ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسط اور وسیلہ سے التجا

کرے۔" (صراطِ مستقیم، صفحہ ۱۲۶)

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

"شجرہ پڑھنا درست ہے چونکہ اس میں بتوسل اولیاء کے حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اس کا کوئی حرج نہیں۔ فقط (فتاویٰ رشیدیہ، کامل ۱۹۸)

سوال: قبور فقراء و اولیاء و صلحاء پر فاتحہ خوانی کے بعد جو لوگ دُعا مانگتے ہیں یہ اگر درست ہے تو کس طریقہ سے؟

الجواب: اس طرح دُعا مانگنا درست ہے کہ اللہ ببرکت اپنے نیک بندوں کے میرے حاجت پوری فرما۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۳۱)

سوال: ایصال ثواب میں واسطہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دے یا نہیں، یعنی واسطہ کہے ہوئے ثواب طعام یا کلام کا مردہ کا پہنچتا ہے یا نہیں۔

الجواب: ایصال ثواب ہر دو طرح جائز ہے ہر طرح پر ثواب پہنچتا ہے۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۳۵)

"احوط یہ ہے کہ اس طرح دُعا کرے کہ یا اللہ اپنے اس نیک بندے کی برکت سے میری دُعا قبول فرما اور میری حاجت پوری فرما۔"

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۶۱)

دفن کے بعد سورۂ بقرہ

سوال: دفن کرنے کے بعد اوّل سورۂ بقرہ اور سورۂ مذکور کا پڑھنا جو مسنون ہے جہر سے پڑھا جائے یا بلا جہر۔

جواب: بلا جہر پڑھا جائے فقط۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۴۰۵)

قبر پر بیر کی شاخ

سوال: مردہ کو دفن کرنے کیے بعد مردہ کے سینہ کے برابر قبر کے اوپر بیر کی ڈالی گاڑ دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم، صفحہ ۳۹۹)

مراقبہ

مولانا اسماعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"ایک دن آپ (احمد رائے بریلوی صاحب) حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہٗ العزیز کی مرقد منور کی طرف تشریف لے گئے اور اُن کی مرقد مبارک پر "مراقب" ہو کر بیٹھ گئے۔ اسی اثناء میں اُن کو روح پر فتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئیں۔ اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی۔" (صراط مستقیم، مترجم اُردو، صفحہ ۱۹۱)

سوال: بعض بعض صوفی قبور اولیاء پر چشم بند کر کے بیٹھتے ہیں اور سورۂ الم نشرح پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ کھلتا ہے اور ہم کو بزرگوں سے فیض ہوتا ہے اس بات کی کچھ اصل بھی ہے یا نہیں؟

جواب: اس کی بھی اصل ہے اس میں کوئی حرج نہیں اگر بہ نیت خیر ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ ۱۹۸)

میلاد و قیام

علماء دیوبند کے پیشوا حاجی امداد اللہ صاحب اپنی مشہور کتاب "فیصلہ ہفت مسئلہ"

میں لکھتے ہیں:

''اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات وبرکات دنیوی وعقبوی ہے۔ اب رہا قیام وقت تولد میں بعضوں کا کلام ہے۔ کل بدعة ضلالہ کہتے ہیں بڑے غلطی پر ہیں۔ پس ان تنصیبات کو اگر کوئی عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نب نفسہ مباح جانتا ہے اور ہیت قیام کو محبت سے کرتا ہے، تعظیماً تو مستحب ہے۔ یہ اعتقاد کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو شرک وکفر کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن ہے عقلاً و نقلاً۔ بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوں گے، یہ ضعیف شبہ ہے آپ کے علم روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے، اس کے علاوہ اللہ کی قدرت میں تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ پر تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اُٹھ جاوے۔ بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے شرک وکفر کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد شریف میں شریک ہوتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔'' مہر فقیر امداد اللہ چشتی قادری

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

''اب رہے تین مسئلہ ''قیود مجلس مولود'' اور قیود ایصال ثواب کے اور عرس بزرگانِ دین کا کرنا سو اس میں وہ (حاجی امداد اللہ صاحب) خود لکھتے ہیں کہ دراصل یہ مباح ہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ ۱۱۳)

محمد بخش وغیرہ نام

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب روشن خاں صاحب مراد آبادی کے ایک خط کے

جواب میں لکھتے ہیں:

''محمد بخش صاحب کو بیعت میں قبول کرتا ہوں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ ۴۸۶)

فائدہ: اگر ایسا نام رکھنا حرام اور کفر و شرک ہوتا تو موصوف اس نام کو بدل کر بیعت میں قبول کرتے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال کرنا کفر ہے جس کا ایک معنی توہین و بے ادبی کا ہو جس میں گستاخی کا شبہ بھی ہو۔ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب حافظ عبد الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ شاہی مراد آباد کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معنی حقیقیہ بمعنی ظاہرہ خود مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے۔ مگر تاہم ایہام گستاخی و اہانت و اذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں۔ یہ ہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو منع فرمایا۔ انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا حالانکہ مقصود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر گز وہ معنی کہ جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھی۔ مگر ذریعہ شوخی یہود کا اور موہم اذیت و گستاخی جناب رسالتہ کا تھا۔ لہٰذا حکم ہوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا... الخ (فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ ۱۷)

دیو بندی جماعت کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین موجب کفر ہے۔ صریح توہین تو درکنار اگر کوئی شخص ایسے کلمات کہے گا جو کہ موہم توہین ہوں گے تو وہ بھی کفر کا سبب ہوگا۔''

(مکتوبات شیخ الاسلام، جلد دوم، صفحہ ۱۶۵)

جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے

مولانا مرتضٰی حسن صاحب دربھنگوی ناظم تعلیمات مدرسہ دیو بند لکھتے ہیں:

''اس مسئلہ کو مسلمان خوب اچھی طرح سمجھ لیں اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں۔ حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ جو منکر ضروری دین ہو اُسے کافر کہا جائے۔ کیا منافقین توحید و رسالت کا اقرار نہ کرتے تھے، پانچوں وقت قبلہ کی طرف نماز نہ پڑھتے تھے۔ مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیانِ نبوت اہل قبلہ نہ تھے انہیں بھی مسلمان کہو گے۔''

(اشد العذاب، صفحہ ۹)

''انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنا اور توہین نہ کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔''

(اشد العذاب، صفحہ ۹)

''جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔'' (اشد العذاب، صفحہ ۹)

ابن عبد الوہاب نجدی عقائد فاسدہ رکھتا تھا

علماء دیوبند کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب لکھتے ہیں:

''صاحبو! محمد ابن عبد الوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی میں نجد سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و الجماعت سے قتل و قتال کیا۔ اُن کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ اُن کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اُس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اجماع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اُس کے اور اُس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق تھا۔

اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اُس کے اور اُس کی اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے۔

اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے غرضکہ وجوہاتِ مذکورہ الصدر کی وجہ سے اُن کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے۔ اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا چاہیے۔ وہ لوگ یہود ونصاریٰ سے اس قدر رنج وعداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔"

(الشہاب ثاقب، صفحہ ۴۲)

"محمد ابن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانانِ دیار مشرک وکافر ہیں اور اُن سے قتل وقتال کرنا اور اُن کے اموال کو اُن سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔" (الشہاب ثاقب، صفحہ ۴۳)

عقائد وہابیہ

دیوبندی جماعت کے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب لکھتے ہیں:

(۱) "شانِ نبوت وحضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے تھے اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی اور ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لارہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔"

(الشہاب ثاقب، صفحہ ۴۷)

(۲) "نجدی اور اُس کے اتباع (ماننے والوں) کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانے تک تھی جب تک وہ دنیا میں تھے، بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔" (الشہاب ثاقب، صفحہ ۴۵)

(۳) "وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو

سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس نداوخطاب پر کرتے ہیں اور اُن کا استہزاء اُڑاتے ہیں۔" (الشہاب ثاقب، صفحہ ۶۵)

(۴) وہابیہ نجدیہ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔" (الشہاب ثاقب، صفحہ ۶۵)

(۵) "وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام ودرود خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات وقصیدہ بردہ وقصیدہ حمزہ اور اُس کے پڑھنے اور اُس کے استعمال کرنے وورد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں۔" (الشہاب ثاقب، صفحہ ۶۷)

(۶) "وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم (نہ ہونے کے برابر) پہنچادیتے ہیں۔" (الشہاب ثاقب، صفحہ ۶۷)

(۷) "وہابیہ سوائے علم احکام شرائع جملہ علوم اسرار حقانی وغیرہ ذات سرورِ کائنات خاتم الانبیاء علیہ السلام کو خالی جانتے ہیں۔" (الشہاب ثاقب، صفحہ ۶۷)

(۸) "وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیح وبدعت کہتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں۔"

(الشہاب ثاقب، صفحہ ۶۷)

غیر مقلد فرقہ اہل اہوا وضال ومضل ہے۔ مثل روافض انہیں مسجد میں نماز پڑھنے سے روک سکتے ہیں

مفتی اعظم دیوبند مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

"کذب اور دروغ گوئی غیر مقلدین کا خاصہ ہے، بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ فلاں امر خلافِ سنت ہے، گویا تمام کتب احادیث پر ان کو مہارت ہے۔ ہم لوگوں کو غیر مقلدوں کے قصوں میں پڑنے کی فرصت نہیں ہے اور جواب ان کے اقوال کاذبہ کا

اس وجہ سے لکھنا فضول ہے کہ اس گروہ کا حال مثل روافض کے ہے کہ اعتراضات کے جوابات بار بار ہو چکے ہیں انہیں اعتراضات کو وہ پھر ناواقفوں کے سامنے پیش کرتے ہیں، پس حنفیان متبع سنت کو ضرور ہے کہ اس فرقہ اہل اہوا ضال و مضل (گمراہ اور گمراہ کرنے والا) سے پرہیز کریں اور اُن کے شبہات واعتراضات واہیہ کو نہ سنیں اور بالاجمال یہ سمجھ لیں کہ جماعت کثیرہ حنفیوں کی جن میں بڑے بڑے فقہاء وعلماء واولیاء اللہ ہوئے ہیں، گمراہی پر اور خلافِ سنت وخلافِ حق نہیں ہو سکتے۔ ہو نہ ہو یہی فرقہ باطلہ من شذ شذ فی النار کا مصداق ہو تو ہو۔ مگر تعجب ہے ان حنفیوں سے کہ باوجود علم ایسے لوگوں سے ربط ضبط رکھیں اور اُن سے مسائل کی تحقیق کے درپے ہوں۔ جاننا چاہیے کہ مذہب امام ابوحنیفہ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے کسی مسئلہ میں خلاف نہیں ہے۔ مگر ہر شخص میں قابلیت اس کے سمجھنے اور معلوم کرنے کی نہیں ہے۔ بڑے بڑے متبحر علماء اس پر آگاہ ومطلع ہوتے ہیں نہ عقل کے دشمن۔ پس احناف کو اس کے درپے ہونا نہ چاہئے۔ ان کا کام تقلید کا ہے جو مسئلہ معلوم نہ ہو اُس کو کسی متدین عالم سے تحقیق کر لیں۔''

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند، جلد پنجم، صفحہ ۲۳۶-۲۳۵)

''حنفیہ کی مسجد میں غیر مقلدین کا آنا موجب فساد وفتنہ ہو تو اُن کو روک دیا جائے کہ حنفیوں کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں جیسا کہ روافض کو روک سکتے ہیں۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند، جلد پنجم، صفحہ ۲۱۱)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا فتویٰ بالکل صحیح ہے

مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری، دربھنگی ناظم تعلیمات مدرسہ دیو بند

لکھتے ہیں:

’’بعض علماء دیوبند کو خان بریلوی (اعلیٰ حضرت) یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے۔ جو پائے محانین کے علم کو آپ (ﷺ) کے علم کے برابر کہتے ہیں شیطان کے علم کو آپ (ﷺ) کے علم سے زائد کہتے ہیں، لہٰذا وہ کافر ہیں، تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ خانصاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے۔ جو ایسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے، معلون ہے۔ لاؤ ہم بھی تمہارے فتوے پر دستخط کرتے ہیں بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے خود کافر ہے یہ عقائد بیشک کفریہ عقائد ہیں۔‘‘

(اشد العذاب، صفحہ ۱۲-۱۳)

پھر لکھتے ہیں:

’’اگر خانصاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خانصاحب پر اُن علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہو قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔‘‘

(اشد العذاب، صفحہ ۱۳-۱۴)

عقائد بد اور اعمالِ خیر

مولانا عامر عثمانی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ تجلّی دیوبند لکھتے ہیں:

’’عقیدہ وخیال کی ایک خرابی بھی بعض مرتبہ اتنی شدید ہوتی ہے کہ تمام اعمالِ خیر فاسد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم

النبیین ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت اُس کے دل میں نہ ہو یا احادیث صحیحہ کو تاریخ سے زیادہ وقعت نہ دیتا ہو تو اُن میں سے ہر بات بجائے خود اتنی قبیح ہے کہ اس کی قباحت حسن عمل کو پورا دفتر بھی کم نہیں کرسکتا اور جہاں یہ قباحت پائی جائے گی وہاں اگر نیکوکاری کے پہاڑ بھی کھڑے ہوں تو بھی یہی کہا جائے گا کہ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔" (ماہنامہ تجلّی، جون ۱۹۸۵ء، صفحہ ۱۹)

مولانا مرتضیٰ حسن دربھنگی صاحب لکھتے ہیں:

"دین کے کام کرنے سے مغرور نہ ہونا چاہئے قابل لحاظ یہ ہے کہ وہ خود بھی مسلمان ہے یا نہیں؟" (اشد العذاب، صفحہ ۵)

مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں

مولانا عبدالماجد دریابادی مرید و خلیفہ مولانا تھانوی صاحب مولانا امین صاحب اصلاحی کا ایک خط نقل کرتے ہیں:

"مولانا تھانوی صاحب کا فتویٰ شائع ہو گیا ہے کہ مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں اور چونکہ مدرسہ ان ہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح مدرسۂ کفر و زندقہ ہے۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں۔" (حکیم الامت، صفحہ ۴۷۵)

اصلاحی صاحب کا یہ خط موصول ہونے کے بعد مولانا عبدالماجد صاحب نے ایک مفصل خط لکھا جس میں نہوں نے مولانا شبلی نعمانی اور مولانا حمید الدین فراہی کی طرف سے صفائی پیش کرتے ہوئے اُن کی عبادت و ریاضت اور نماز تہجد وغیرہ

کا ذکر کر کے اُن کے ایمان و تقویٰ کا اظہار کیا۔

تھانوی صاحب نے اُن کے خط کا جواب یہ دیا:

''یہ سب اعمال واحوال ہیں۔ عقائد ان سے جداگانہ چیز ہے۔ صحت عقائد کے ساتھ فساد اعمال واحوال اور فساد عقائد کے صحت اعمال واحوال جمع ہو سکتا ہے۔''

(حکیم الامت، صفحہ ۴۷۶)

فاسق وفاجر مسلمان اور بدعقیدہ مبلغ اسلام

مولانا مرتضی حسن صاحب در بھنگی لکھتے ہیں:

''جو شخص توحید ورسالت اور تمام ضروریات دین پر ایمان لے آیا ہے اور اُن کو اسی طرح تسلیم کرتا ہے جیسے وہ ثابت ہوئے ہیں تو اَب اگرچہ وہ فسق وفجور میں مبتلا ہو ضرور مومن ہے اور خاتمہ بالخیر ہوا تو ضرور اس کو خدا چاہے نجاتِ حقیقی اور جنت ملے گی اور راحت ابدی کا مستحق ہے۔ بخلاف اس بد نصیب کے جو نماز وروزہ بھی ادا کرتا ہے اور تبلیغ اسلام میں ہندوستان ہی میں نہیں تمام یورپ کی خاک بھی چھانتا ہو بلکہ فرض کرو کہ اس کی سعی وکوشش سے تمام یورپ کو اللہ تعالیٰ حقیقی اسلام وایمان بھی عنایت فرمادے مگر اس دعویٰ اسلام وایمان اور سعی بلیغ اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء نہ جانتا ہو، اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ جھوٹا جانتا ہو، جھوٹ بولنا اس کی عادت بتاتا ہو، اللہ تعالیٰ ایک حتمی اور قطعی خبر دے کہ فلاں دن فلاں وقت یوں ہوگا، اور وہ خبر بھی ایسی ہو جو ایک نبی کے دعویٰ نبوت کا معجزہ ہو، معیارِ صداقت ہو مگر پھر باوجود لفظوں میں کچھ نہ ہونے کے کوئی شرط مضمر رکھ لے اور وعدہ خلافی کر کے نبی کو معاذ اللہ رُسوا کرے اور اُس کی اُمت کو گمراہ کر دے اور یہی خداوند عالم کی عادت بتائے یا اور

ضروریات دین کا انکار کرے وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک کافر ہے مرتد ہے۔" (اشد العذاب، صفحہ ۵)

جماعت اسلامی

جماعت اسلامی کے بارے میں علماء دیو بند کا فیصلہ ہے کہ:

"مسلمان اس جماعت سے کنارہ کش رہیں دین کی سلامتی اسی میں ہے۔"

(حاشیہ مکتوبات شیخ الاسلام، صفحہ ۳۰۷)

تبلیغی جماعت

فاضل دیو بند مولانا نور محمد چندیری تبلیغی جماعت کے پرانے رہنما مولانا عبدالرحیم شاہ صاحب بارہ ٹوٹی دہلی کا بیان رقم کرتے ہیں:

"ان نابالغ مقتداؤں (تبلیغی جماعت کے جاہل مبلغین) نے خطاب عام شروع کردئے جن کی شرعاً اُن کو اجازت نہیں ہے۔" (اُصول دعوت و تبلیغ، صفحہ ۵۲)

"غور کا مقام ہے کہ کوئی شخص بغیر سند کے کمپاؤنڈر تک نہیں ہو سکتا مگر لوگوں (تبلیغی جماعت والوں) نے دین کو اتنا آسان سمجھ لیا ہے کہ جس کا جی چاہے وعظ و تقریر کرنے کھڑا ہو جائے کسی سند کی ضرورت نہیں۔ ایسے موقعہ پر یہ مثال خوب صادق آتی ہے نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم ملا خطرۂ ایمان۔" (اُصول دعوت و تبلیغ، صفحہ ۵۴)

"ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی کردوں۔ علماء کرام کے ذہن میں آتا ہے کہ چلو دین کا تھوڑا بہت کام ہو رہا ہے۔ غلطیاں کہاں نہیں ہوتیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ غور سے کام نہیں لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ بے نمازی ہونا عملی قصور اور علماء و مدارس کا استخفاف اور افضل کو غیر افضل یا غیر سنت کو سنت سمجھنا اعتقادی قصور ہے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر

ہوں کہ چند اعمال کی اصلاح کے پیش نظر عقائد میں قصور کو نظر انداز کر دینا کہاں تک شرعی نقطۂ نظر سے درست ہے؟ صحیح عقائد مدار نجات ہیں، اعمال مدار نجات نہیں۔''

(اُصول دعوت و تبلیغ، صفحہ ۶۴)

مولانا احتشام الحسن صاحب کا بیان:

''نظام الدین کی موجودہ تبلیغ میرے علم و فہم کے مطابق نہ قرآن و حدیث کے موافق ہے اور نہ مجدد الف ثانی اور نہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور نہ علماء حق کے مسلک کے مطابق ہے۔''

(زندگی صراط مستقیم میں ضرورت انتباہ اور اُصول دعوت و تبلیغ کا آخری ٹائٹل پیج)

بد دینوں کی تقریر، تحریر اور صحبت

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''بد دین آدمی اگر دین کی بھی باتیں کرتا ہے تو اُن میں ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کی تحریر کے نقوش میں بھی ایک گونہ ظلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے، اس لئے بے دینوں کی صحبت اور بے دینوں کی کتابوں کا مطالعہ ہرگز نہ کرنا چاہیے۔''

(کمالات اشرفیہ، صفحہ ۵۵)

فائدہ:-- کسی کی عبادت و ریاضت، نماز و تقویٰ، دعوت و تبلیغ وغیرہم سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ اچھی اچھی، میٹھی میٹھی باتیں کرنے والا، بھولی بھولی صورت والا بدعقیدہ و بے دین تو نہیں۔ اور بدعقیدہ تو بے دین کی صحبت اور تقریر و تحریر سے خود کو دور رکھنے ہی میں دین و ایمان کی سلامتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تاكلوهم ولا تناكحوهم ولا تصلوا معهم لا تصلوا عليهم وان تقيتموهم فلا تسلموا عليهم وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم.

(مسلم شریف، ابوداؤد، شریف، ابن ماجہ شریف)

ترجمہ: ”بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو، نہ کھاؤ اور نہ اُن کے ساتھ شادی بیاہ کرو، نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔ اور اگر وہ کہیں تمہیں مل جائیں تو اُنہیں سلام نہ کرو اور اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو عیادت کو نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو اُن کے جنازے میں شرکت مت کرو۔“

پھر فرمایا:



اياكم واياهم ولا يضلونكم ولا يفتنونكم.

”یعنی تم اُن سے دور رہو اور اُنہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔“

مؤدبانہ التماس

اس کتاب میں جتنے حوالے میں نے نقل کیے ہیں وہ علماء دیوبند و دیوبندی تبلیغی جماعت کے اکابر کی مستند کتابیں ہیں۔ یہ ساری کتابیں ابھی بھی مارکیٹ میں دستیاب ہیں اور الگ الگ کتبخانہ والے انہیں برابر چھپوا رہے ہیں۔

غور فرمائیے! اسی طرح کے خیالات وعقائد رکھنے والوں کو رضا خانی، بدعتی، قبر پرست، پیر پرست، مشرک اور کافر کہنا دیانت وصداقت کا گلا گھونٹنا ہے یا نہیں؟

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہی عقیدے اسلامی عقیدے ہیں۔ اور ان پر ہی علماء فقہاء اولیاء ومحدثین کا عمل رہا ہے۔ خدارا! ملت اسلامیہ میں پھوٹ ڈالنے والوں سے بچیں اور کسی بہکانے والے کے فریب میں نہ آئیں۔

انشاء اللہ العزیز عنقریب ہم آپ کی خدمت میں ایک کتاب بنام "محاسبہ" پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ جس میں ہم علماء دیوبند کے قلم سے اکابر علماء دیوبند کے متعلق عقائد وخیالات پیش کریں گے کہ کیسے کیسے اختیارات وقوت تصرفات علوم اُن کو حاصل ہیں۔

پیارے دینی بھائیو! بلحاظ شخصیت حق کا ساتھ دیجئے اور حق پر عمل کیجئے، ساتھ ہی ساتھ اتفاق واتحاد کیلئے کوشاں رہیں۔ کیونکہ

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب بہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

وما علینا الا البلاغ وانہ ھادی الی سبیل الرشاد فقط والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔